# اَسرارِ قادری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰه کے نام سے ابتدا جو رَحمٰن اور رَحیم ہے۔

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَ تَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ

اَللّٰه تقدس اسماءٗ و تعالیٰ کبریاءہٗ۔ اللّٰه تعالیٰ کے مقدس اَسماء اور اس کی بلند کبریائی سے (اس رسالہ اَسرارِ قادری کی ابتدا کی جاتی ہے) خالِق کل مخلوقات و رازِق کُل مرزُوقات ہژدہ ہزار عالم جِنّ و اِنس و وُحوش و طیُور۔ جو کُل مخلوقات کا رازق (مطلق) اٹھارہ ہزار عالم (کی مخلوقات) جِنّ و اِنس حیوانات اور پرندوں کا روزی رساں ہے۔ قولہٖ تعالیٰ۔ وَاللّٰهُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ (پ۲ع۱۰)۔ اَللّٰه تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے۔ قولہٖ تعالیٰ۔ وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا۔ زمین میں کوئی ایسا ذی رُوح نہیں جس کے رزق کا ضامن اَللّٰه تعالیٰ نہ ہو۔

بے حدو بیحساب درُود سیّد السّادات مُحَمَّدٌ ﷺ۔ محمودٌ۔ سُلطاناً نصیراً کی ذات پر ہوں۔ قاب قوسین کا مقام آپ کا اَسرار منتہیٰ ہے۔ لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ۔ (یارسُول اللّٰه) اگر ہم آپ کو پیدا نہ فرماتے تو افلاک کو ہی پیدا نہ فرماتے۔ آپ کی نعت ہے۔ اور فنا فی اللّٰه ذات آپ کے متبرکات ہیں۔ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ رَسُوۡلِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ﷺ آپ

www.yabahu.com

کی آل و اصحاب اور اہلِ بیت تمام پر (ہزار در ہزار بے حد و شمار دُرود و صلٰوات ہوں)

بعدازاں اِس تصنیف کا مصنّف درگاہ (مولیٰ) کا بندہ۔ طالب جس کا مطلوب اس کے ساتھ ہے۔ مرید جس کا (سوال) کبھی رد نہیں کیا جاتا باھُوؒ ولد بازید ﷺ جو سروری قادری غلام ہے جس کا عُرف اَعوان جو قلعہ شور (اللّٰہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے) کا رہنے والا ہے۔ کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام اَسرارالقادری رکھا گیا ہے اور اسے جامع الجمعیت کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس میں چند کلمات اِلاّ اللّٰہ کی معرفت اور حضوری مجلسِ سرورِ کائنات سے مشرف ہونے۔ مکمل پیغام اور الہام ملا کلام (الہام کا نعم البدل یعنی ربِّ جلیل سے دلیل۔ مقام وِصل سے خیال اور مقامِ وحدانیت سے وَہم) حاصل کرنے رسم و رسُوم کے عِلمِ علوم اور عِلمِ لدُنّی حیّ و قیوّم کے عِلمِ علوم (بیان کئے ہیں) تاکہ ہر طالب مولیٰ کو علم اور روشنی حاصل ہو جائے۔

قال النبّی ﷺ اَلعِلْمُ عِلْمَان۔ عِلْمُ الْمُعَامِلَة وعِلْمُ الْمُکَاشِفَة علم دو قسم کے ہیں۔ (۱) علم معاملات (۲) علم مکاشفات۔

علم ایک کسوٹی ہے جس سے انسان کے وجُود میں نیک و بد کی تحقیق کی جاتی ہے۔ قال النّبی ﷺ لَا فَرْقُ بَیْنَ الحَیْوَانِ وَالْاِ انسَانِ اِلاّ بِالعِلْمُ۔ انسان اور حیوان میں علم کے سِوا کوئی فرق نہیں۔ (انسان اور حیوان کھانے پینے' خواہشات' جذبات' چلنے پھرنے اور دیکھنے سُننے میں ایک جیسے ہیں) عِلمِ ظاہری سے عبادت اور سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اپنے اِرادہ سے عیَن ہونے کو باطنی عِلم کہتے ہیں۔ اس میں الہام کی اجازت ملتی ہے اور الہام میں عارف بِاللّٰہ پر معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اِلاَّ اِلھَامَ اَلقَاءِ



الْخَیْرِ فِیْ قَلْبِ الْغَیْرِ بِلاَ کَسَب۔ الہام القائے خیر کو کہتے ہیں جو کسی کے دل میں (منجانب اللّٰہ) ڈالا جاتا ہے۔ قال النبی ﷺ خُذْ مَا صَفَا دِعْ مَا کَدَّرَ۔ (الہام میں سے) جو پاک ہے۔ (قرآن و حدیث کے مطابق ہے) وہ لے لو اور جو مَیلا (گدلا) ہے اسے چھوڑ دو۔ (کیونکہ وہ منجانب اللّٰہ نہیں منجاب شیطان ہے)

وہ سِلک سلُوک کونسا ہے جس میں بے ریاضت' راز کا خزانہ بغیر رنج و محنت کے محبّت' بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ' اور طالب کو طاعت کے بغیر مطلوُب مل جاتا ہے۔ کامل (مرشد) سالہا سال کی ریاضت کے بغیر ایک ہی ساعت میں کُل و جز ایک نُقطہ میں بتا کر اسی ایک نقطہ میں کونَین کا تماشا کھول کر دکھا دیتا ہے۔

المطلب اور (نقطہ یہ ہے) کہ

۱۔ عارف بِاللّٰہ کی نظر
۲۔ تصوّر اسم اللّٰہ ذات
۳۔ تیغ کلمہ طیبات لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ۔
۴۔ تلاوتِ آیات اور ایک ختمِ قرآن سے نفس سے نجات مل جاتی ہے۔ نفس (اخلاق رزیلہ) سے مُردہ ہو جاتا ہے اور ہر دو جہان کا تماشہ پُشتِ ناخن پر ہونے لگتا ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے قلم پکڑنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ مشکل کشا (طریقہ ہے) جس سے یکبارگی معرفت خدا کو پہنچ جاتے ہیں۔ یہ مراتب باطن صفاء اور صحیح حضوری مُحَمَّدْ مُصطفیٰ ﷺ والے کے ہیں۔ جو حاضرات اسم اللّٰہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ صاحبِ حاضرات (اسم اللّٰہ ذات) جس کو نوازنا چاہے "طرفۃ العین" آنکھ جھپکنے میں اس کو اپنے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔

www.yabahu.com

جان لو کہ آدمی کے وجُود میں سات قُفل ہیں۔

(۱) زبان کا قفل (۲) قلب کا قفل (۳) رُوح کا قفل (۴) سِر کا قفل (۵) خفی کا قفل (۶) یخفیٰ کا قفل (۷) توفیقِ الٰہی کا قفل جسے اَسرارُالاَنوارُ ابدایت بھی کہتے ہیں۔ اِسی طرح سات قفل طبقاتِ زمین کے بھی ہیں۔ سات قفل آسمان کے اس کے علاوہ عرش کا قفل، قلم کا قفل، لوحِ محفوظ کا قفل، کرُسی کا قفل۔

اسی طرح مقامِ ازلی کا قفل، مقامِ اَبَد کا قفل، مقامِ دُنیا کا قفل، مقامِ عُقبیٰ کا قفل، مقامِ معرفتِ توحید کا قفل، مقامِ تجرید کا قفل، مقامِ تفرید کا قفل، مقامِ ناسُوت کا قفل، مقامِ ملکُوت کا قفل، مقامِ جبرُوت کا قفل، مقامِ لاھُوت کا قفل، مقامِ لامکان اِلاّ اللّٰہ کا قفل مجلسِ مُحمّدی ﷺ کا قفل دوام۔

جان لو! کہ یہ اِکتالیس قفل اَللّٰہ اور بندہ کے درمیان پَردہ کی مانند حائل اور حجاب ہیں۔ کامل مُرشد وہ ہے جو ایک دَم اور ایک ہی قدم میں کلید اِسم اَللّٰہ ذات سے جس کی نَص قرآن و حدیث، آیاتِ قرآن سے (ثابت ہے) (دوسری) کلید نودنہ نام باری تعالیٰ اَسماءُ الحسنٰی کے تبرکات کی ہے (تیسری) کلید کلمات طیبات لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحمّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ کے طریقِ تحقیق کی ہے۔ مُرشد (ان کلیدات میں سے) جب کسی چابی کو کسی تالہ میں داخل کرتا ہے اسے کھول کر دکھا دیتا ہے وہی مُرشد مرد کامل ہے۔ صاحب نظر (مرشد) طالبوں کو ایک ہی مرتبہ نظرِ اللّٰہ میں منظُور اور مجلسِ مُحمّدی ﷺ میں حضوری بنا سکتا ہے جو مُرشد اس صِفت سے موسُوم نہ ہو وہ ناقص اور خام ہے۔ اس سے تلقین لینا مُطلق حرام ہے۔ جس طرح کیمیا (اکسیر) اور کھانے کے لئے پارہ کسی کامل اُستاد کے بغیر کُشتہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح مرشد کامل کے بغیر معرفت و توحید حاصل نہیں ہوتی۔ وجُود کے طِلسم کو صاحب

www.yabahu.com



طِلسمات مُرشد ہی کھولتا ہے۔ گنج بخش (مُرشد) ہی خزانہ دکھاتا ہے اور اس معمّا کو صاحبِ معمّا ہی حل کرتا ہے۔ اللّٰہ بس ماسوئی اللّٰہ ہُوس

کامل مُرشد کے مُقابلہ میں ناقص مُرشد کم تر ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک درجہ اور مرتبہ کی کلید حاضراتِ اسم اللّٰہ ذات ہے۔ عارفوں کے لئے یہی کافی ہے۔ لیکن اَحمق ہوا ہوَس میں مبتلا ہو کر (دربدر پھرتا ہے) جس شخص نے (حاضراتِ اسم اللّٰہ ذات، کلمہ طیبات اور اَسماءُ الحسنٰی) سے دونوں جہان کے خزانے حاصل نہیں کئے۔ وہ جاہل مجہُول بے عمل ہے یا وہ معرفتِ اَللّٰہ سے بے خبر ہے۔ اندھا ہے۔ ایسے شخص کا سوال اس کی گردن پر وبال ہے۔

## بیت

باھُو رحمۃ اللہ علیہ مرد مُرشد ہر مقام دکھا دیتا ہے
نامرد مُرشد عاجز طالب ناموس (دغا دیتا ہے)

جاننا چاہئے کہ مراتب دو قسم کے ہیں
ایک وجُود میں اِسم اللّٰہ ذات سے پیدا ہوتے ہیں۔
دوسرے رسمی مراتب ہیں۔

پس معلوم رہے کہ اِسم اَللّٰہ ذات کا ایک مرتبہ توحید ہے۔ جس کی ابتداء و انتہاء معرفتِ توحید ہے۔ (یعنی) فنا فی اللّٰہ بخدا ہونا یہ مرتبہ صرف اور صرف عارف فقراء کو نصیب ہوتا ہے۔

دوئم مرتبہ وہ ہے جو مراتب با مراتب ابتداء سے انتہاء تک ہُواء (نفسانی) کے مراتب ہیں۔ ان مراتب کو اس طرح معلوم کرنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص

رات دن لوح محفوظ کا مطالعہ کرنے والا ہو۔ اور لوح محفوظ کے مطالعہ سے لوگوں کے نیک و بد حالات بیان کرنے والا ہو۔ اس مرتبہ والا درویش ہے۔ فقیر اس کمینہ کمتر مراتب والے کو منجم کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوح کا آشنا ہے نہ کہ وہ خدا کا آشنا اس سے متنفق اور بیگانہ ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر کسی شخص کو ہر ولایت کی خدمات سپرد ہوں اور وہ مشرق سے مغرب تک ہر دیگ میں جو نمک ڈالا جاتا ہے۔ اس سے بھی آگاہ ہو۔ اس مرتبہ والے کو اوتاد و ابدال کہتے ہیں۔ اس کمینہ مرتبہ پر بھی فقیر نظر نہیں ڈالتے۔ کیونکہ یہ خام خیالی۔ سیرزمین کے مراتب ہیں۔ نہ کہ وحدانیت' معرفت' عین الیقین کے (مراتب)

جان لو! کہ عرش سے ستر منزل اوپر قُطب کا مرتبہ ہے اور قُطب سے ستر منزل اوپر غوث کا مرتبہ ہے۔ یہ مراتب اَنائے نفس' کشف و کرامات کے ہیں۔ ان مراتب والے غرق فی الوحدت سے بے خبر ہیں۔ پس (جس کی بنیاد) ہوائے (نفسانی) پر ہو وہ (عمل) برباد ہے۔ فقیر ان کمینہ کمتر مراتب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ طالب مرید تو طلب (مولیٰ) میں ہی خوش رہتا ہے۔

حدیث قدسی ' قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ عَبْدِیْ تَنْعَمْ بِیْ وَاَنِسْ بِیْ وَاَنَا خَیْرٌ لَکَ مِنْ کُلِّ مَاسِوَی اللّٰہ۔ اے میرے بندے تو مجھ سے ہی نعمت طلب کر اور مجھ سے ہی انس رکھ۔ کیونکہ ہر ماسوای اللّٰہ سے بڑھ کر تیرے لئے میں ہی کافی ہوں پس معلوم ہوا کہ اہل خدا فقیر اور اہل ہوا کا آپس میں (ہم مجلس ہونا) درست نہیں ہوتا۔

جان لو! کہ سلک سلوک (مشق) وجودیہ سے حاضری نصیب ہوتی ہے اور



عین بعین نظر آنے لگتا ہے۔ جان لو! کہ ہر ایک مقام کی ابتداء و انتہا تمام ظاہر و خفیہ مخلوقات خداوندی اِسْمَ اَللّٰہ ذات کی طے میں ہے اور اسم اللّٰہ ذات قلب کی طے میں ہے۔ قلب سر کی طے میں ہے۔ سر روح کی طے میں ہے۔ روح اسرار کی طے میں ہے اور اسرار مخفی کی طے میں ہے۔ مخفی ہویدا کی طے میں ہے۔ ہویدا سویدا کی طے میں ہے۔ جب یہ تمام طے مکمل ہو جاتی ہے۔ روشن ضمیر کی طے میں آ جاتا ہے۔ اس پر ہر علم علوم کھل جاتا ہے۔ وہ جان لیتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔ اس (طے والے کو) علم معرفت کا قاری اور فیض بخش عالم کہتے ہیں۔

عالم لسان' عالم قلبؔ' عالم رُوح' عالم سِرّ' عالم الْاَسْرَار' عالم خفی' عالم النور الہدایت۔ ان تمام کا عالم عارف خدا ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے چودہ علم نکلتے ہیں اور پھر ان چودہ میں سے ہر ایک سے اکیس ہزار علوم نکلتے ہیں۔ جو کوئی ان میں سے ایک علم بھی حاصل کر لیتا ہے اسے عالم حکیم عارف کہتے ہیں۔ اس کے نزدیک عام و خاص جاہل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خاص الخاص عالم حکیم ہے جس کا قلب سلیم (بحق تسلیم) ہوتا ہے۔ الحدیث : لَا تُکَلِّمُ کَلَامَ الْحِکْمَۃِ عِنْدَ الْجُھَّالِ۔ جاہلوں سے حکمت کی باتیں نہ کرو۔

الحدیث: قَالَ النَّبِیِّ ﷺ۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان کند ہو گئی۔

جو مرشد کہ ہر ایک مقام ایک دم اور ایک قدم میں ابتداء و انتہاء حاضرات اسم اَللّٰہ ذات سے وجود میں کھول نہیں دیتا اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ قال کا محرم ہے۔ معرفت وصال اللہ سے بے خبر ہے۔ اَللّٰہ بس ماسوئ اَللّٰہ ہوس۔

جان لو! کہ جس کسی نے (کچھ) پایا علم کی (برکت) سے پایا۔ جس کسی نے (اللہ) کی پہچان کی علم سے کی۔

؎ بے علم خدا تعالیٰ کی شناخت نہیں کر سکتا۔

العلم ۔ جاننے پہچاننے والے کو کہتے ہیں۔ کس چیز کو جاننا؟ کس چیز کو شناخت کرنا؟ اور کونسی چیز کو حاصل کرنا؟

اول علم۔ زبانی ۔ جو عین بعین ہے۔ قُولَهٗ تَعَالیٰ۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔ (پ۳۰ رکوع ۲۱)

رب تعالیٰ کے نام سے پڑھئے۔ جس نے پیدا کیا (ہر چیز کو) جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا۔ رب تعالیٰ نے تمہیں قلم سے لکھنا سکھایا۔ اور انسان کو نامعلوم چیزوں کا علم عطا کیا۔

دوم علم قلبی : جب قلب زبان کھولتا ہے اور بولنے لگتا ہے تو زبان (ظاہری کلام قیل و قال) سے مردہ ہو جاتی ہے۔ قُولُهٗ تَعَالیٰ۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔ اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا (کا مصداق بن جاتا) ہے۔ چنانچہ حضرت مُحَمَّدٌ مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں۔ قُلْ خَیْرٌ وَالِاَّ فَاسْکُتْ۔ اچھی بات کر یا خاموش رہ۔ الحدیث۔ وَعَنْ سَکَتَ سَلَمَ وَمَنْ سَلَمَ نَجٰی۔ جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامتی میں داخل ہوا اس نے نجات پائی۔ جس کو قرب اللہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ قلب کی نگہداری کے لئے (قلب کی جانب) متوجہ رہتا ہے۔ قُولُهٗ تَعَالیٰ۔ مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ (پ۱۹ ع ۹) جو شخص اَللّٰه کی بارگاہ میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا (وہی بہ نظر اللّٰه منظور ہوا)۔ یہی صراط مستقیم ہے



(جس کے لئے ہم روزانہ نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہتے ہیں) دل کی آنکھیں کھول اور عین کو عین سے دیکھ لے۔ حق الیقین کے یہی مراتب ہیں۔ قَوْلہ تَعَالیٰ۔ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ وہ تمہارے نفسوں کے اندر موجود ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں (پ۲۶ ع۱۸) اسم اَللّٰه ذات کے دائمی تصور سے دل پر ہزاراں ہزار تجلیات (نور اَللّٰه) کی ہوتی ہیں۔ جس سے دل روشن (بلکہ) روشن تر ہو جاتا ہے۔ نور اَللّٰه اور معرفت الٰہی کی روشنی بے حجاب نظر آتی ہے جو آفتاب (کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے) یہ عین العیان کا مقام ہے۔ جس میں غیب الغیب کا کشف مکمل ہو جاتا ہے۔ قوله تعالیٰ۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا۔ اور ہم نے آدمؑ کو اسمائے کل کا علم سکھا دیا۔ (پ۱ ع۴) ایسی حالت میں (طالب) کو خالق کے ساتھ جمعیت انس اور قرار آتا ہے اور وہ خلقت سے دور بھاگتا ہے۔ قَوْلهٗ تَعَالیٰ۔ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ۔ اَللّٰه کی طرف بھاگو کا مصداق بن جاتا ہے۔ قَالَ النبی ﷺ ۔ اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُهَا سِهَامٌ الْاِنْسَانُ هَدَفٌ وَمَا رَمَاهُ رَبٌّ فَفِرُّوْ اِلَی اللّٰهِ حَتّٰی نَجَی النَّاسُ۔ دنیا کمان ہے اور حادثات اس کے تیر ہیں اور انسان ان تیروں کا ہدف ہے اور رب تعالیٰ ان تیروں کو پھینکتا ہے۔ (اگر تم ان تیروں اور حادثات سے پناہ چاہتے ہو) تو اَللّٰه کی طرف بھاگو۔ تاکہ لوگوں سے نجات پاؤ۔ الحدیث : مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَمْ یَکُنْ لَذَّتَهٗ مَعَ الْخَلْقِ۔ جس نے اَللّٰه کو پہچان لیا۔ اسے خلقت کے ساتھ کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی۔ شاہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز کا قول ہے۔ اَلْاِنْسُ بِاللّٰهِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰه لے اَللّٰه سے انس اور غیر اَللّٰه سے وحشت ہوتی ہے۔ حاضرات اسم اَللّٰه ذات سے تغیر

www.yabahu.com

(قرآن) کے سات طریقے کھل جاتے ہیں۔

(۱) آیات وعدہ کا علم و تفسیر

(۲) آیات وعید کا علم و تفسیر

(۳) آیات قصص الانبیاء کا وعدہ و تفسیر

(۴) آیات ناسخ کا علم و تفسیر

(۵) آیات منسوخ کا علم و تفسیر

(۶) آیات نہی کا علم و تفسیر

(۷) آیات منکر کا علم و تفسیر

ان جملہ (سات قسم کی) آیات کا ختم قرآن موافق رحمٰن اور مخالف شیطان ہے۔ جو کوئی ہر ایک آیت کو تحقیق (کے طریقہ) سے پڑھتا اور اس کی تفسیر جان کر (باطنی خزانوں) سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ لا یحتاج ہو جاتا ہے۔ دنیا و آخرت کے جتنے خزانے ہیں (اسے حاصل ہو جاتے ہیں) اس سے کوئی چیز اور (مخفی خزانہ) پوشیدہ نہیں رہتا۔ چنانچہ ........

اول: گنج کیمیا اکسیر

دوم: گنج علم دعوت تکسیر

سوم: گنج تفسیر جس سے اسم اعظم حاصل ہوتا ہے۔ جسے پڑھ کر روشن ضمیر ہو جاتا ہے

چہارم: گنج علم باتاثیر

پنجم: گنج علم ہر امر پر حاکم امیر

کامل مرشد پہلے ہی روز حاضرات اسم اَللّٰہ ذات سے طالب اَللّٰہ کو

www.yabahu.com



سبق دیتا ہے۔ یہ پنج گنج اکبر ہیں جس سے طالب اللّٰہ صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب ازلی متقی کے ہیں۔ جس سے وہ ہر خاص و عام کے احوالات و مرتبہ معلوم کرلیتا ہے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ (قرآن مجید) میں ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (پ ۱ ع ۱) بعدازاں (مرشد) طالب اَللّٰہ کو ذکر فکر کی تلقین کرتا ہے۔ اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے۔ علم فیاض سے فضل نصیب ہوتا ہے۔

## بیت

ہر حدیث و آیت بھی تو نے سنی

مرد عارف ہوتا ہے حاضر نبی ﷺ

جان لو! کہ (فقیر کو) رجعت نفس۔ معصیت شیطان اور حوادث خلق سے باخبر رہنا چاہئے۔ عالم کو آفات و رجعت طمع سے ہوتی ہے۔ فقیر کو آفات و رجعت رجوعات خلق سے ہوتی ہے۔ جب کوئی بادشاہ اس کا کوئی امیر کسی (فقیر) کا مرید ہو جاتا ہے۔ تو (فقیر) کا نفس انا و ہوا (خودسر اور خواہش مند) ہو جاتا ہے۔ جو معرفت الٰہی اور قرب خدا سے باز رکھتا ہے۔ دنیا دار کے لئے آفات اور رجعت بخل ہے۔

# باب دوم

## شرح توجہ

## مرشد کا طالب کو توجہ دینے کے بیان میں

جان لو! کہ توجہ کی تین اقسام ہیں۔

(۱) توجہ ذکر فکر (۲) توجہ مذکور (۳) توجہ حضور

(۱) توجہ ذکر فکر (عام توجہ) عوام کے لئے ہے۔ جس میں موکلات اور فرشتوں سے پیغام ملتا ہے۔

(۲) توجہ مذکور میں شہ رگ سے بھی قریب تر الہام ہوتا ہے۔ یہ توجہ بھی حجاب ہے۔

(۳) توجہ حضور صورت نور کی مثل ہوتی ہے۔ جس میں ایک دم میں ہزاراں ہزار جواب باصواب کی آمدورفت ہوتی ہے۔ توجہ نور (حضور الحق) سے ہوتی ہے۔

پس مرشد کامل کی توجہ کے بغیر اگر طالب تمام عمر ریاضت کرکے (سوکھ کر) بال کی مانند ہو جائے اور عبادت کی کثرت سے کبڑا ہو جائے۔ ایسی (سخت) رنج و محنت سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ہزارہا (قسم) کی ریاضت سے مرشد کامل کی ایک توجہ (بہت بہتر ہے)

www.yabahu.com



### توجہ حضور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟

یاد رہے کہ توجہ (حضور) تصور اسم اَللّٰہ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ اس میں تصرف کی توفیق توحید معرفت ذات سے ملتی ہے۔ کیونکہ (توجہ حضورالحق) کی بنیاد وصل پر ہے۔ اور وصل کی اصل (اسم اللّٰہ ذات کے تصور) پر ہے۔ جس کی اصل (تصور اسم اَللّٰہ ذات) اور وصل (توحید و معرفت کا استغراق) ایک ہو جاتا ہے۔ وہ ذات (اَللّٰہ) کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ عارف خدا، نہ خدا، نہ خدا سے جدا۔ پس اسی (کیفیت) کو حضورالحق کہتے ہیں۔ یعنی (مقام) حقیقت میں وہ صاحب تحقیق۔ (مقام) معرفت میں صاحب توفیق ہوتا ہے۔ اور (مقام) ذکر میں اس کا قلب قلزم دریائے عمیق ہوتا ہے۔ اس قسم کے تصرف کو مردہ دل زندیق۔ نفس کے قیدی زوال پذیر باطن میں معرفت الٰہی اور حال سے بے خبر کیا جانیں۔

توجہ اس کو کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کو توجہ باطنی سے طے کرلے۔ طالبوں کو (مرشد کامل) توجہ (باطنی) سے طے (کی راہ) کھول کر (اٹھارہ ہزار عالم دکھا دیتا) ہے۔ اس کو توجہ موجہات کہتے ہیں جس کی قید میں چھ سمتیں ہوتی ہیں (لیکن وہ بھی ابھی) اہل ذات کی توجہ نہیں جانتا۔

توجہ کی اصل ترک نفس ہے۔ فرحت روح ہے جو فنا فی اَللّٰہ غرق میں ہے۔ اور لوح محفوظ کا مطالعہ دل کے کاغذ کے حرف کی ایک سطر بن جاتا ہے۔ جس میں عوام الناس سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اس توجہ کو فیض بخش عوام کہتے ہیں۔

مصنف (باھوؒ) فرماتے ہیں (مُرشد) کو چاہئے کہ توجہ کے بغیر طالب کی طرف متوجہ نہ ہو۔ جب مرشد چاہتا ہے کہ وہ طالب اَللّٰہ کو ہر

مقام توجہ بتوجہ طے کروائے تو اول طالب کی صورت کو اپنے تصور تصرف میں لا کر لَآ اِلٰہَ کی نفی میں فنا کرتا ہے۔ جب لَآ اِلٰہَ کی نفی میں طالب کے نفس کی صورت فنا ہو جاتی ہے۔ تو بعد ازاں طالب کی صورت کو تصور تصرف میں لا کر اِلَّا اللّٰہُ کے اثبات میں لے جاتا ہے۔ جس سے (طالب) کا قلب اور روح زندہ ہو جاتے ہیں۔ (روح نفسانی جسم کو ترک کر کے روحانی نورانی قلبی وجود بطور لباس پہن لیتی ہے۔ جس سے نفس روح کے بغیر مثل مردہ ہو جاتا ہے) حواس خمسہ باطنی کا پردہ کھل جاتا ہے۔ بری صفات وجود سے نکل جاتی ہیں اور طالب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ وہ ہمیشہ معرفت اَللّٰہ میں (مستغرق رہتا) ہے۔ بعد ازاں (مرشد) طالب کی صورت کو توجہ سے تصرف میں لا کر مجلس مُحَمَّدِی ﷺ میں داخل کر دیتا ہے۔ حضوری سے مشرف کر کے منصب دلوا دیتا ہے۔ جس سے طالب لایحتاج ہو جاتا ہے۔ کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ پھر بھی اصل توجہ یہ ہے کہ ایک ہی دم میں ایک سو مقام ذکر کھل جائیں اور ہر ایک مقام میں ہزاراں ہزار بلکہ بے شمار (مقامات) بارش کے بے شمار قطروں کی مانند برسنے لگیں۔ جو ان (مقامات) کو سلامتی سے طے کر لیتا ہے۔ وہ ہر قسم کی نفسانی بلاؤں سے سلامت رہتا ہے۔ شیطان اس کو چھوڑ دیتا ہے اور وہ فَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں داخل ہو گیا کا مصداق بن جاتا ہے۔

توجہ کی تین اقسام ہیں۔

(۱) توجہ مخنث جو دنیا کے لئے کی جاتی ہے۔

(۲) توجہ مونث جو عقبیٰ (جنت کے حصول) کے لئے کی جاتی ہے۔

(۳) توجہ مذکر جو طالب مولیٰ اعلیٰ و اولیٰ مولیٰ کی طلب میں کرتا ہے۔



الحدیث : طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ دنیا کا طالب مخنث ہے۔ عقبیٰ کا طالب مونث ہے اور مولیٰ کا طالب مذکر ہے۔ الحدیث : مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَلَہُ الدُّنْیَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَلَہُ الْعُقْبٰی وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ۔ جس نے دنیا طلب کی اس کے لئے دنیا ہے۔ جس نے عقبیٰ طلب کی اس کے لئے عقبیٰ (جنت) ہے۔ (دیدار الٰہی میں حصہ نہیں)۔ جس نے مولیٰ کو طلب کیا اسی کے لئے سب کچھ ہے۔

پس (اسم اَللّٰہ کی) توجہ کلید (کل) ہے۔ جس نے یہ کلید حاصل نہ کی۔ وہ اہل تقلید ہے۔ وہ توحید' مشاہدہ با مشاہدہ' نور با نور' حضور با حضور سے بے خبر ہے۔

## بیت

دریائے محبت سے ہوا مجھ کو خطاب
خود سے گذر کر حباب ہو گیا پھر آپ آب

(وحدت الوجود ہمہ اوست)

## جواب باھُو رحمۃ اللہ علیہ

ہر کسی نے قطرہ پلایا ہم نے دریا پا لیا
جب عین دریا پا لیا پھر خود کو اس میں گم کیا

(وحدت المقصود ہمہ اواست در مغز و پوست)

www.yabahu.com

# شرحِ مقامات

مقامِ علم ۔ مقامِ بخش۔ مقامِ عطا۔ مقامِ معرفت۔ مقامِ فضل۔ مقامِ قرب۔ مقامِ ذکر۔ مقامِ فکر۔ مقامِ فیض۔ مقامِ قبض۔ مقامِ بسط۔ مقامِ قوت۔ مقامِ توفیق۔ مقامِ شوق۔ مقامِ ذوق۔ مقامِ ترک۔ مقامِ توکل۔ مقامِ مجاہدہ۔ مقامِ مشاہدہ۔ مقامِ غرق۔ مقامِ حضور۔ مقامِ توحید۔ مقامِ الہام۔ مقامِ دلیل۔ مقامِ وہم۔ مقامِ اوہام۔ مقامِ خیال۔ مقامِ وصل۔ مقامِ حال۔ مقامِ ماضی۔ مقامِ مستقبل۔ مقامِ خلق۔ مقامِ سکوت۔ مقامِ ناسوت۔ مقامِ ملکوت۔ مقامِ جبروت۔ مقامِ لاہوت۔ مقامِ حیرت۔ مقامِ عبرت۔ مقامِ سودا۔ مقامِ سویدا۔ مقامِ ہویدا۔ مقامِ تجلت۔ مقامِ وجد۔ مقامِ نور۔ مقامِ صدق۔ مقامِ جواہر الانفاس۔ مقامِ بنائے اسلام۔ مقامِ طاعت۔ مقامِ ولایت۔ مقامِ عنایت۔ مقامِ غنایت۔ مقامِ مراقبہ۔ مقامِ محاسبہ۔ مقامِ مکاشفہ۔ مقامِ کرامت۔ مقامِ بِاللّٰہ ۔ مقامِ بقا باللّٰہ۔ مقام فنا فِی اللّٰہ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ مقام تجلی روح۔ مقام سر۔ مقام تمثیل۔ مقام خفی۔ مقام طلب۔ مقام محبت۔ مقام مدنظر اللّٰہ منظور۔ ان کی نظر قلب پر ہوتی ہے نہ کہ وجود پر۔ جو لوگ عقل سے اہل فراست بن کر شیطانی منصوبہ بندی کرتے ہیں وہ اہل کلب دنیا مردار کی طلب میں ہوتے ہیں۔ (علاوہ ازیں)۔ مقام استقامت۔ مقام تجرید مقام تفرید مقام مفتاح۔ مقام رجاء۔ مقام خوف۔ مقام تصور۔ مقام تصرف۔ یہ جملہ جمیع مقامات کا مجموعہ حق تعالیٰ کے دفتر ہیں۔ جس سے مطلق فنا فی اللّٰہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہی اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ کا مقام ہے۔

جو طالب تحقیق ان مقامات کو ایک ایک کر کے طے کرتا ہے۔ وہ ابھی خام



ہے۔ اور اس کا مرشد نامرد ہے۔ یہ اس لئے کہ (مرشد) ایک ہی تصور میں توجہ سے (طالب) کو یکتا کیوں نہیں کر دیتا۔ ایسے خام کو مرشد نہ بنانا چاہیئے۔ طالب گرچہ عاجز ہے پھر بھی حصول طلب میں جان دینے تک تیار ہے۔ اگر مرشد کامل ہے تو وہ معرفت پروردگار بخش دیتا ہے اور ناقص مرشد راہزن شیطان ہے جس کا طالب (ہمیشہ) محتاج و پریشان ہے۔ فقیر جو کچھ بھی کہہ رہا ہے حساب کی رو سے کہہ رہا ہے نہ کہ حسد کی وجہ سے۔ کہا گیا ہے کہ حق بات کڑوی ہوتی ہے جو ٹڈی ہے وہ انسان نہیں بن سکتی۔ اس کا مرتبہ ٹڈی کا ہی رہتا ہے۔ اگر ٹڈی ہوا میں اڑے پھر بھی ٹڈی اور مکھی کو شہباز کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ جو مرشد منتہی نظارہ کرنے والا ہے۔ اسے طالبوں کو توجہ دینے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ (طالب) کو ہاتھ سے پکڑ کر حضوری میں سپرد کر دیتا ہے۔ جو خود دائم حضوری ہے۔ اس کے لئے طالبوں کو حضوری میں سپرد کر دینا کونسا مشکل اور دور ہے۔ اَللّٰہ بَس مَاسِوَی اللّٰہ ہوس۔

## بیت

صاحب غرق کو غم نہیں وہ غار دل میں با خدا ہے
خلق کو وہم ہے کہ شاید وہ مٹی کے نیچے (مردہ) پڑا ہے

جان لو! کہ اسمِ اَللّٰہ ذات کے تصور کی کثرت سے اِسمِ اَللّٰہ ذات سرتا قدم قلب قالب پر غالب آ جاتا ہے۔ اسم تمام جسم کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے۔ تو اربعہ عناصر کے وجود سے نفسانی خصائل (بد) دور ہو جاتے ہیں۔ وجود سے کثافت کا جامہ کثیف دور ہو جاتا ہے۔ نیک عادات اور روحانیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ تصور اِسمِ اَللّٰہ ذات کے نور اور معرفت الٰہی کے

www.yabahu.com

نور کا مشاہدہ کھل جاتا ہے۔ نور مُحَمَّدِیْ سرور کائنات ﷺ اور نور فنا فی الشیخ (کے تصور سے) نص حدیث آیات کے مطابق (سالک کو مختلف) درجات نصیب ہو جاتے ہیں۔ قَولُہٗ تَعَالیٰ۔ وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ اپنے آپ کو بھول کر (استغراق) میں اپنے رب کو یاد کر۔ (اس طرح) جو دم (تصور اسم اَللّٰہ) سے لیا جاتا ہے۔ اس سے ابد الاباد کی دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ قَولُہٗ تَعَالیٰ۔ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ اور ہم نے (آدم) میں اپنی روح پھونک دی۔

جب روح اعظم وجود معظم میں داخل ہو کر یَا اَللّٰہُ کہتی ہے تو اب اگر (سالک) قیامت تک (ذکر اَللّٰہ) کرتا رہے تو بھی اسم اَللّٰہ ذات کی انتہائی ماہیت کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ اس قسم کے وجود نور کا ہر حال' احوال' قال' افعال اور اعمال' معرفت' قرب' وصال حضوری سے ہوتا ہے۔ جب نفس (امارہ) کا تزکیہ ہو کر وہ مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ وہ نور بن کر قلب کا لباس پہن لیتا ہے اور نوری قلب نوری روح کا لباس پہن لیتا ہے اور نوری روح سر کا لباس پہن لیتی ہے اور سر اسرار کا لباس پہن لیتا ہے۔ جب سب نور ایک ہو جاتے ہیں تو وجود میں صورت نور پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے مطلق توحید اور توفیق الٰہی کا (نور) کہتے ہیں۔ مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو تقلیدی تفکر کرتے ہیں۔ وہ باطن معرفت الٰہی اور توحید سے بے خبر ہیں۔ دم کو بند کرکے بائیں طرف دل کو پھراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ حرکت قلبی) مقام قلب ہے۔ وہ کلب (کتے) کو قلب جانتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ذکر حبس ہے۔ ذکر حبس (تو حبس حواس سے متعلق ہے) جو حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کا ذکر حبس نہیں بلکہ عبث (فضول) ہے۔ وہ پھر دم کو بند



کرکے دل کو دائیں طرف پھراتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ذکر روح ہے اور یہ مقام روح ہے۔ وہ مقام روح اور (ذکر روح) سے بے خبر ہیں۔ ذکر روح تو طوفان نوح کی مثل ہوتا ہے۔ جس میں شوق کی کشتی عرش سے اوپر (تیرتی) ہے۔ اور (ذکر روح میں روحانیوں سے ملاقات نصیب ہوتی ہے)۔ وہ (دم کو) سر دماغ میں بند کرکے (ذکر کرتے) ہیں اور اسے ذکر خفی' ذکر سخفی' ذکر قربانی اور ذکر سلطانی کہتے ہیں۔ وہ ذکر سلطانی سے بے خبر ہیں۔ وہ طالب دنیا وسوسہ' واہمات' خناس خرطوم سے متفق اور شیطان کے قیدی ہیں۔ ذکر سات قسم کے ہیں۔

(۱) ذِکْرَ اَللّٰہ (۲) ذِکْرَ لِلّٰہ (۳) ذِکْرَ لَہٗ (۴) ذِکْرَ ھُوْ۔
(۵) ذِکْرَ سِرِّ ھُوْ (۶) ذِکْرَ ھُوَ الْحَقُّ (۷) ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ان سات ذکروں میں ہر ایک ذکر سے ستر لاکھ تیس ہزار ذکر کھل جاتے ہیں۔ بلکہ ذکر اللّٰہ بے شمار ہیں جو تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتے۔ ذکر کے لئے کلمات ربانی بے انتہا ہیں۔ قَوْلُہٗ تَعَالیٰ۔ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ اگر کلمات ربی (فارمولاز کے صرف نام لکھنے کے لئے) سمندروں کی سیاہی بنا لیں تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی ختم ہوں۔ سمندر ختم ہو جائیں گے۔ خواہ ایسے ہی اور سمندر روشنائی بنا کر استعمال کئے جائیں۔ (پ۱۶ ع۳)

سروری قادری جامع کامل مرشد ان مجموعی اذکار کے ذکر کی توجہ' تصور تصرف' توحید اور حاضرات اسم اَللّٰہ ذات کا سبق پہلے ہی روز دے دیتا ہے۔

قادری طالب جب اخلاص سے پڑھتا ہے۔ تو اس پر کل و جز مقامات کے خزانے اور درجات تجلی اور پوشیدہ نہیں رہتے کسی (دوسرے) طریقہ کی انتہا بھی قادری طریقہ کی ابتدا کو نہیں پہنچتی۔ خواہ وہ (ساری عمر) ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے۔ دیگر تمام طریقے مثل چراغ ہیں جسے نفسانی (خواہشات کی) ہوا۔ آفات شیطانی کی ہوا اور بلائے دنیا پریشانی کی ہوا بجھا سکتی ہے۔ جبکہ قادری طریقہ مثل آفتاب بلکہ اس سے زیادہ روشن تر ہے۔ جسے ابدالآباد تک مخالف ہواؤں کا کوئی خوف نہیں۔ اگر کوئی دوسرے طریقوں کے متعلق یہ کہے۔

چراغ مقبلاں (ہرگز) نہ بجھے ہمیشہ جلے
اگرچہ ہوا کا (طوفان) برابر چلے

جواب باھُو رحمۃ اللہ علیہ

آفتاب کے سامنے چراغ کیا ہے ؟
آفتاب ایک چمک سے جلا دیتا ہے چراغ

اگر کوئی دوسرے طریقوں کے متعلق یہ کہے۔

چراغ جس کو حق جلا دیتا ہے
اس کو پھونکنے والا داڑھی کو جلا لیتا ہے

جواب باھو رحمۃ اللہ علیہ

مجھے اللّٰہ نے دی ہے یہ طاقت
کہ ریشم کی بھی کرتا ہوں حفاظت
جس کو چاہتا ہوں نواز دیتا ہوں
جس کو چاہتا ہوں جانبازی سکھا دیتا ہوں



طالب مرید قادری کا انتہائی طریقہ یہ ہے کہ وہ ذکر، مذکور، الہام سے گزر کر فنا فی اللّٰہ میں غرق اور توحید میں (گم ہوکر) نور بن جاتا ہے۔

## بیت

ذکر کو بھی چھوڑ اور چھوڑ دے ذکر قلب — تاکہ تجھ کو حاصل ہو توحید رب
قادری کے یہ مراتب با حضور — قادری وہ خاص ہے خاص الخاص نور
مرید قادری ہوا میں روز ازل — یہ طریقہ فیض رحمت حق میں دخل
جو بھی منکر اس طریقہ کا ہوا وہ روسیا — رافضی زندیق ہو کر ہو گیا دشمن آلہ
باھو رحمۃ اللہ علیہ قادری کو نظر سے پہچانتا — جس طرح زرگر سیم و زر کو پہنچاتا ہے

ہے مجھے اس احمق قوم کے (قول) پر تعجب آتا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ مجھے دین اور دنیا دونوں عطا ہوئے ہیں۔ یہ بھی شیطانی مکروفریب اور حیلہ ہے جو ہوائے نفسانی کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ دین اور دنیا —— ہر دو کی عطا و بخشش کی قوت قادری قدیر کو ہوتی ہے۔ جو ہر دوجہان کا حاکم اور امیر (امیرالکونین) ہوتا ہے۔ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ تم نیکی کو (ہرگز) نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیز (راہ خدا) میں خرچ نہ کرو گے۔ (اے قادری) کے تصرف میں اللّٰہ تعالیٰ کے تمام غیبی خزانے ہوتے ہیں۔ بلا جستجو (محض) عنایت سے ہدایت و ولایت اور عنایت سے دل غنی ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ قادری کے ان مراتب کو بدبخت لوگ بُرا جانیں۔

www.yabahu.com

## بیت

فقر ایک خزانہ ہے اور خزانہ بے شمار ہے
فقر اخلاص ہے صدق ہے اور اعتبار ہے

---

فقر رحمت ہے راز وحدت نور حق ہے
فقر کے زیرِ حکم جملہ خلق (چودہ طبق) ہے

---

فقر کو عاجز نہ جان نہ کہ وہ حقیر ہے
نور فقر کیمیا ہے وہ روشن ضمیر ہے

---

باھُوؒ فقیر نفس کو بہر خدا رسوا کرتا ہے
مالک الملکی فقیر ہو کر بہر خدا (گدا کرتا ہے)

---

قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ۔ اَللّٰہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ (پ ۱۲ ع ۱۳)

جان لو! کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ "فَ"۔ "قَ"۔ "رَ"

حرف "ف" سے (مراد) فنائے نفس ہے۔ (فقیر وہ ہے) جس کے وجود میں (حرف کے تصور و تصرف سے) نہ ہوا رہے نہ ہوس۔

حرف "ق" سے (فقیر کا) قلب قالب نُورُ اللّٰہ سے پر ہو جائے۔



حرف "رَ" کے (تصور تصرف سے فقیر) رحمتہ اللّٰہ کے قریب ہو جائے۔ (نیز) حرف "ف" کے (تصور و تصرف) سے فرد' فردانیست غرق معَ اللّٰہ فی اللّٰہ حاصل کرے۔

حرف "ق" سے قرب قوت قدرت جمعیت حاصل کرے۔

حرف "ر" سے راز قلب (سلیم) تجلی تسلیم حاصل کرے۔

جو کوئی راہ فقر میں قدم رکھتا ہے۔ اسے (اسم فقر کے تصور و تصرف سے) فیض اور روشنی نصیب ہوتی ہے۔ جو کوئی فقر کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔ (کمزور ہوتا ہے استقامت نہیں رکھتا)۔ وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور فقر مُحَمَّدِی ﷺ سے واپس لوٹ کر (رجعت خوردہ اور راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے) ایسے شخص کو فقر کے حرف "ف" سے فضیحت' فتنہ اور فرعون کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ حرف "ق" سے قہر خدا میں مبتلا ہو کر قارون کے مراتب پالیتا ہے اور حرف "ر" سے رد ہو کر ابلیس مردود کے مراتب میں داخل ہو جاتا ہے۔

### مرشد کامل طالب اَللّٰہ کو تین مراتب بخشتا ہے۔

اول فقر کا آشنا بنا دیتا ہے۔ اس کے لئے استقامت کرامت سے بہتر ہو جاتی ہے۔

دوم مشفق بنا کر لذت شوق خدا بخش دیتا ہے۔ جس سے نفس فنا اور روح کو فرحت نصیب ہوتی ہے۔

تیسرا مرتبہ خالق حق سے یگانہ اور مخلوقات دنیا اور اہل دنیا سے بیگانہ کر دیتا ہے بلکہ طالب مولیٰ کو دنیا مردار سے اتنی بدبو آتی ہے کہ وہ گندی مردار دنیا سے خود بخود بھاگ اٹھتا ہے۔ اگر ایسے طالب اللّٰہ کو کوئی سات

www.yabahu.com

ملکوں کی بادشاہی یا ملک سلیمانی (کی حکومت) بھی عطا کرے تو وہ نہیں لیتا۔ اسی (حالت) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقیر ہے۔

جاننا چاہئے کہ کامل فقیر ظاہر میں عوام الناس سے ہم مجلس ہوتا ہے اور ان سے بات چیت کرتا ہے لیکن باطن میں وہ روحانیوں کی حضوری میں ہوتا ہے جب فقیر کوئی بات کرنے کے لئے اپنے لب ہلاتا ہے۔ ظاہر میں نفسانی لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم کلام ہے۔ روحانی انبیاء' اولیاء سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ باتیں کرتا ہے۔ موکل اور فرشتے سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ محو کلام ہے۔ اَللّٰہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ (ذات کبریا) سے ہم کلام ہے اور حضرت مُحَمَّدْ مصطفیٰ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ سے ہم کلام ہے۔ اس قسم کے فقیر کا جسد بجسہ مثل آفتاب روشن اور منور ہوتا ہے۔ وہ ہر مقام اور ہر جگہ حاضر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔ میں تیس سال سے خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوں۔ خلق خدا سمجھتی ہے کہ ہمارے ساتھ ہم سخن ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب کے یہ اعلیٰ مراتب کنہ کن سے حاصل ہوتے ہیں۔ غرق فنا فی اللہ بغیر فقیر کی ہوشیاری بھی غلط ہے۔ مشاہدہ کے بغیر جواب باصواب (کا دعویٰ اور کلام) ہوشیاری (بلکہ خواری) ہے۔

جان لو! کہ فقیر کی زبان سیف اس لئے ہوتی ہے کہ روز ازل "جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ" (قلم سے جو سیاہی الگ کی گئی) وہ فقرا کی زبان پر رکھی ہوئی ہے اور فقیر کی زبان ازل کی اس روشنائی سے تر ہوتی ہے۔ اس کا سخن کن سے ہوتا ہے۔ جب فقیر روز الست کا وعدہ (کن) یاد کرکے چاہتا ہے کہ اس کی زبان کی تلوار تیز ہو جائے تو وہ ........ پہلے تین مرتبہ کلمہ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے۔ (پھر) زبان پر اسم اَللّٰہ ذات



کی با تفکر (مشق) مرقوم کرتا ہے۔ (تب) وہ صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اس کی (زبان) تیغ برہنہ بن جاتی ہے۔ دشمن اور منافق کو بد دعا دینے کے لئے زبان پر چند بار یا قہار لکھا جاتا ہے۔ بے شک ان دشمنوں پر قہر الٰہی نازل ہو جاتا ہے۔
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ۔
فقراء کی زبان رحمٰن کی تلوار ہے (جو مخلوق پر رحم کے لئے اٹھتی ہے) زبان کی یہ تلوار ـــــ قرآن و حدیث کی نص (سے ثابت) ہے یہ رحمٰن کے موافق ـــــ دنیا نفس امارہ اور شیطان کے خلاف (استعمال کی جاتی) ہے جس سے فقیر کا وجود نور ہوتا ہے۔ (یہ تلوار اسے حاصل ہو جاتی ہے)۔ کیونکہ وہ دائمی حضوری اور بہ نظر اللہ منظور ہوتا ہے۔

قال النبی صلی اللّٰہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِيْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِيْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے علماء میرے (نور) صدر سے پیدا فرمائے۔ سادات کو میرے (نور) صلب سے پیدا فرمایا اور فقراء کو (اسم) اللّٰہ کے نور سے پیدا فرمایا۔ قولہ تعالیٰ۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كَمَثَلِ نُوْرِهٖ۔ اَللّٰہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ (فقراء اس آیت کے مصداق توفیق الٰہی سے نور ہدایت سے مشرف ہو جاتے ہیں) اس لئے یہ اشارہ ان کے لئے بشارت ہے۔ اس قسم کے فقیر لا یحتاج بے نیاز ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ وحدانیت اَللّٰہ راز میں غرق ہوتے ہیں۔ ایسا شخص ارواح قدسی کا شہباز ہوتا ہے۔

؎ گدھوں کو نصیب ہو یہ مال و زر　　مال و زر کی خاطر ہم کیوں بنیں خر

قطعہ

مجھے پیر طریقت کی نصیحت یاد ہے
یاد حق کے سوا جو بھی ہے برباد ہے
نعمت گدھوں کو اور دولت کتوں (کو مبارک)
ہم امن امان (میں بیٹھے) تماشہ کرتے ہیں

قیامت کے روز جب دنیا دار اپنی قبروں سے باہر نکلیں گے تو ان سب کی پشت بجانب قبلہ ہوں گی۔ کسی دنیا دار کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہوگا کیونکہ دنیا ان کا رخ قبلہ سے دنیا کی طرف پھیر دے گی لیکن مفلس فقیر مسکین رو بقبلہ ہوں گے۔ کیونکہ (دنیا میں ہی) فقر معرفت الٰہی فقیر کا منہ دنیا سے (جانب اَللّٰہ) پھیر دیتی ہے۔ اس وقت فقیر کے چہرے کی عزت و عظمت اور روشنی چودھویں کے چاند جیسی ہوں گی اور اہل دنیا کا چہرہ دنیاوی نجاست کے باعث کریہہ گھناؤنا اور سیاہ ہوگا۔ قیامت کے روز علماء حساب و ثواب (میں مبتلا ہوں گے)۔ ان کے حلال کا بھی حساب ہوگا۔ اہل دنیا عذاب میں ہوں گے۔ ان کے حرام (مال دنیا پر) سزا ملے گی۔ جبکہ فقیر عارف باَللّٰہ بے حجاب (دیدار) اللّٰہ میں محو ہوں گے۔ وہ بے حجاب اور بے حساب ہوں گے۔ اسی لئے المفلس فی امان اَللّٰہ۔ مفلس اَللّٰہ کی پناہ میں ہوتا ہے کہا گیا ہے۔ نہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے نہ وہ گنتی کرتا ہے۔ نہ ہی اسے روز حشر حساب (دہی) کے لئے پیش ہونا پڑتا ہے جو کوئی اَللّٰہ تعالیٰ کو بے حجاب یاد کرتا ہے۔ وہ بے حجاب' بے حساب اور بے عذاب بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ۔ فقرا کی محبت جنت کی چابی ہے۔ الحدیث: حُبُّ الْفُقَرَآءِ ضِیَآءُ الدِّیْنِ۔ فقراء کی محبت دین کی روشنی



ہے۔ الحدیث: حُبُّ الْفُقَرَآءِ ضِیَآءُ الثَّقَلَیْنِ۔ فقراء کی محبت دونوں جہان کی روشنی ہے۔

الحدیث: حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اِخْلَاقِ الْاَنْبِیَآءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اِخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ۔ فقراء سے محبت انبیاء کے اخلاق میں سے ہے اور فقراء سے دشمنی فرعون کا وطیرہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ روایت ہدایت اور فضیلت کے لئے ہے۔ اور مرشد کی طلب وسیلت کے لئے ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اے ایمان والو! اللّٰہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

علم وسیلہ نہیں ہے۔ علم روشنی اور راہ راست ہے۔ وسیلہ مرشد ہے۔ جو ہمراہ (آفات) راہ کا نگہبان ہوتا ہے۔ وہ راہ (سلوک) کا حافظ ہے۔ جو حفاظت سے معرفت الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر مقام کشف سے آگاہ ہوتا ہے۔

کشف کی سات اقسام ہیں۔

(۱) اول کشف القلوب (۲) دوم کشف القبور (۳) سوم کشف الحضور (۴) چہارم کشف المسرور (۵) پنجم کشف المذکور (۶) ششم کشف فنا فی النور توحید (۷) ہفتم کشف استدراجی۔ شیطانی' نفسانی دیوانگی اور مقہوری جس سے دنیاوی ترقی عزوجاہ کا خیال خام دماغ میں سما جاتا ہے۔ خاص الخاص حقیقی کشف قرب اللّٰہ اور حضوری مُحَمَّدٌ مصطفیٰ ﷺ سے ہوتا ہے۔ جس کے گواہ حیرت اور عبرت ہیں۔ جس میں (حیرت) سے ہر دم سوزش میں مبتلا ہو جاتا ہے اور (عبرت)

www.yabahu.com

میں شب و روز آہ آہ کرتا رہتا ہے۔ کثف کے کثیف جامہ سے کثافت اور کشف کے لطیف جامہ سے (وجود میں) لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔۔

چشم دل کی نظر سے کرتا ہوں مشاہدہ نظر ظاہر عینک ہے حجاب ہے مرد بینا

جواب بَاھُوؒ

آنکھ ایسی ہو کہ ہو حق پر نظر ورنہ آنکھیں رکھتے ہیں سب گاؤ خر

بیت

مرشد وہ ہو جس کو ہو قرب الٰہ
کرنے نہ دے وہ طالبوں کو پھر گناہ

قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ یارسول اَللّٰہ ﷺ جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ ہاں اَللّٰہ تعالٰی جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔ (ہدایت ایمان کے بعد نصیب ہوتی ہے)۔ جس دل میں انتہا کی طمع و حرص ہوتی ہے۔ وہ دنیا فانی کے بکھیڑوں میں پھنس کر مردہ افسردہ ہو جاتا ہے۔ وہ اَللّٰہ تعالٰی کی توحید معرفت میں قدم نہیں رکھتا۔ (نہ ہی وہ ہدایت الٰہی کا طلب گار ہوتا ہے۔) اگر ایسے (دل کے مردہ بظاہر مسلمان) شخص کو وعظ و نصیحت کریں۔ جملہ آیات قرآن مجید کی تفسیر اور احادیث سنائیں۔ علم و فقہ کے مسائل بتائیں۔ (جنت) کی امید اور (دوزخ) کا خوف دلائیں۔ بزرگوں کے اقوال پڑھائیں تو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (پ۲۰ع۲) یا مُحَمَّدْ ﷺ آپ ان (دل کے) مردوں کو سنا نہیں سکتے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ صُمٌّ وہ گونگے ہیں۔ بُکْمٌ وہ بہرے ہیں۔ عُمْیٌ۔ وہ اندھے ہیں۔۔وہ مثل مردہ ہیں) فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ پس وہ (اَللّٰہ کی ہدایت کی طرف) لوٹنے والے

www.yabahu.com



نہیں۔ (پ۱ع۲)

سلک سلوک کی انتہا پر عارف فقیر حبیب (اَللّٰہ) ہو جاتا ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ۔ جب فقر تمام ہوتا ہے۔ (وجود میں) اَللّٰہ ہی رہ جاتا ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ اَللّٰہ تعالٰی غنی ہے۔ اور تم (سب اس کے) محتاج ہو۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ (پ۲۰ع۶) اے میرے رب بے شک جو چیز (فضل و رحمت) تو نے میری طرف اتاری۔ میں اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ (طلب گار ہوں)

ختم فقر یہ ہے کہ اسم اَللّٰہ ذات کے تصور فنا فی اَللّٰہ سے (فقیر کا) جسد جثہ نور ہو جائے اور صورت سر مُحَمَّدِیْ ﷺ (سے مشرف) اور حضوری مجلس میں داخل ہو جائے اور مقام لِی مَعَ اللّٰہ جس میں کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں (سے حصہ حاصل کرلے) فَنَافِی اَللّٰہ نور کے یہی مراتب ہیں جس سے توحید میں عین بعین۔ نورِ اَللّٰہ نور مشاہدہ میں غرق۔ قرب اَللّٰہ میں منظور ہو جاتا ہے۔ یہ محض راز ہے۔ (ریاضت نہیں)۔

بیت

ذکر و فکر و مذکورش حضوری سب گیا
نور تھا میں نور ہوں اب نور باقی رہ گیا

---

قال النبی ﷺ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ۔ جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی اب بھی

ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلنِّهَایَتُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتِ۔ ابتداء کی طرف لوٹ آنا ہی انتہا ہے۔ ہماری نہایت نورِ مُحَمَّدِیْ ﷺ ہے اور ہدایت کی اصل نور اَللّٰہ سے ہے (اور یہی ہمارا مقصود ہے) قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وہ ہمارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔ چنانچہ مرد حقانی حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

تیس سال بعد یہ محقق ہوا خاقانی پر
یک دم باخدا ہونا بہتر ہے ملک سلیمانی سے

## بیت

### جوابِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ

بحر (نور میں) غرق فی اللّٰہ ہو کر خود سے خود ہو جا فانی
دم تو نا محرم ہے وہاں جہاں ہے غرق راز ربانی

دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالٰی۔ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور چلا آ۔ جو شخص فنائے نفس (کے عمل) سے نہیں گزرتا۔ وہ بقا حاصل نہیں کر سکتا نہ ہی وہ معرفت لقاء اور مجلس مُحَمَّدُ مصطفیٰ ﷺ میں داخل ہو سکتا ہے۔

## بیت

جلوۂ (محبوب) مشتاقوں نے پا لیا
فانی چلا گیا تو بس باقی رہ گیا

---



مقام فانی نفس ناسوت سے متعلق ہے اور (مقام) باقی بقائے روح سے متعلق ہے۔ جسے مقام لاھُوت لامکان کہتے ہیں۔

## بیت

جیسے مغز ہڈی میں (محبوب) میری (جان) میں استخواں میں ہے
میں اس لئے خوش ہوں کہ وہ بد اندیشوں سے نہاں میں ہے

---

لیکن یقین ہے کہ بعض (اس کتاب کے مطالعہ سے) ابھی معرفت فقر کے نام تک ہی پہنچے ہیں اور بعض نے (اس پر عمل کرکے) معرفت تمام فقر تک پہنچ گئے ہیں۔

## بیت

پردے میں مجھ کو شعلہ آتش جلا گیا
پردہ بنا کے خاک کو میں پھر پڑا رہا

---

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ۔ لَوْ کَانَتِ الْجَنَّۃُ نَصِیْبُ الْعَاشِقِیْنَ بِدُوْنِ جَمَالِہٖ وَاَوْیْلَاہُ وَلَوْ کَانَتِ النَّارُ نَصِیْبُ الْمُشْتَاقِیْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِہٖ وَاَشْوَقَاہُ اگر عاشقوں کو جنت (محبوب) کے جمال کے بغیر نصیب ہو تو وہ ان کے لئے آہ و زاری کی جگہ ہے اور اگر مشتاقان (دیدار) کو (محبوب) کے (دیدار) کے لئے آگ میں ڈال دیا جائے تو ان کے شوق کا کیا کہنا۔ فقیر کا اول مرتبہ۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ (یہ

www.yabahu.com

مرتبہ) اسم اَللّٰہ ذات کے تصور توحید سے حاصل ہوتا ہے۔ جس میں (فقیر) اپنی موت کے (جملہ) احوالات و مقامات اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیتا۔ (طے کرلیتا ہے) ـــــ قَوْلُهٗ تَعَالٰی - مَوْتًا وَّلَا حَيَاتًا وَّلَا نُشُوْرًا۔ (پھر اس کے لئے)۔ موت حیات اور حشر باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ موت کے مراتب کو حیات (دنیوی میں) ہی تحقیق (کے طریقہ) سے طے کرلیتا ہے۔

الحدیث : اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ۔ بے شک اولیاء اللّٰہ مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ ان کی موت اور حیات ایک ہو جاتی ہے۔ (کہ وہ زندگی میں مقام ممات پر اور قبر میں مقام حیات پر فائز ہوتے ہیں)۔

## مثنوی

خلق ان کو جانتی ہے زیر خاک اندر قبر ۔۔۔ قبر میں قرب خدا ان کو حاصل سر بسر
بے خلل ہیں قبر خلوت ساتھ رب جلیل ۔۔۔ درمیاں ان کے نہیں کوئی وہ حق کے انیس
وہاں فرشتہ بھی نہیں بس ہے وہی ذات ۔۔۔ موت سے پائی انہوں نے دائم حیات
قبر میں ذوق ہے اور جلوہ خاص نور ۔۔۔ خود سے فنا ہو کر قبر میں ہوئے باحق حضور

---

کیا تو نہیں جانتا کہ عارف فقیر اولیاء اَللّٰہ کا قالب مثل قبر قلب کے لئے (مثل) لحد ہوتا ہے۔ مَعَ اَللّٰہ کے مراتب بے حد و بے انتہا لَا نَخَفْ اور لَا تَحْزَنْ وہم و فہم میں نہیں سما سکتے۔ قولہ تعالٰی- اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اولیاء اَللّٰہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ حزن۔ (پ۱۱ ع ۱۲)



# باب سوم

## شرح علم دعوت تکسیر مسخرات

علم دعوت سے علوی سفلی اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق جن' انسان فرشتہ' موکل اور جو کچھ بھی عالم کی کل و جز مخلوق ہے اسے قید اور مسخر کیا جاتا ہے۔ (دعوت) سے ذات و صفات کے تمام مقامات بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ دعوت پڑھنے اور دعوت کی زکوۃ دینے کے بے شمار طریقے ہیں۔ لیکن دعوت کا عمل میں لانا بہت مشکل کام ہے۔ حضوری (شخص) کے سوا جسے حکم خدا اور اجازت حضرت محمد ﷺ حاصل ہو کوئی دوسرا شخص دعوت پڑھنے کے لائق نہیں ہوتا۔ ناقص خام اور ہوائے نفسانی میں مبتلا شخص کو دعوت نصیب نہیں ہوتی۔

معرفت' توحید استغراق کی انتہا تصور اسم اللّٰہ ذات سے حضور (حق کے نور) کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

اور دعوت کی انتہا سے مجلس انبیاء ملاقات اولیاء اللّٰہ نصیب ہوتی ہے۔ اس قسم کے مراتب یعنی تصور اسم اللّٰہ اور دعوت قبور بد نظر اللّٰہ منظور کو حاصل ہوتے ہیں۔

دعوت کی گواہ چار قوتیں ہیں۔

www.yabahu.com

اول: قوت یہ کہ (صاحب دعوت) کو حصار کی ضرورت نہیں رہتی۔

دوم: قوت یہ کہ اسے گوشت کھانا ترک نہیں کرنا پڑتا (جلالی جمالی پرہیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

سوم: قوت یہ کہ وہ (ہمیشہ) توحید نور اَللّٰہ میں غرق رہتا ہے۔

چہارم: قوت یہ کہ وہ ہمیشہ حضوری مجلس مُحَمَّدٌ ﷺ میں رہتا ہے (حضور پاک) سے جواب باصواب بھی حاصل کرلیتا ہے۔ الغرض اگر کسی وقت کسی دینی یا دنیاوی (کام میں مشکل یا رکاوٹ) پیش آئے تو چاہئے کہ رات کے وقت کسی عظمت عظیم والے۔ شہید' یا غوث یا قطب کی قبر پر جائے اور اول قبر کے گرد (مشرقی جانب سے سرہانہ کی طرف) گھومتا ہوا۔ اذان اَللّٰہُ اَکْبَرُ تا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے۔ (یہ عمل قبر کے گرداگرد سات بار دہرانا چاہئے) جس سے روحانی قبر میں قید ہو جاتا ہے۔ بعدازاں قبر کے روبرو با ادب بیٹھ کر قرآن مجید سے سورۃ ملک پڑھے۔ روحانی حاضر ہو جائے گا اور دلیل سے یا وہم سے یا خیال سے یا آواز سے الہام کرے گا۔ یا قبر سے باہر نکل کر ہر طبقات زیروزبر کے متعلق آگاہی یا پیغام دے گا۔ جو دعوت میں عامل کامل ہوتا ہے اس کو حصار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ہر حال میں روحانی پر غالب ہوتا ہے۔ وہ ہر زبان (نفس قلب' روح سرنور کی زبان) میں روحانی سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یا جسے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ ایک لحظہ یا ایک دم۔ یا ایک رات دن یا انتہائی (عرصہ) پانچ روز میں قبر سے روحانی کو اٹھا لیتا ہے اور جب تک اپنا کام حل ہوتے ہوئے اپنی ظاہری آنکھ سے دیکھ نہیں لیتا۔ روحانی کو اپنی قید سے رہا نہیں کرتا اور اگر روحانی اپنی جلالیت کی وجہ سے شوریدہ حال ہو تو (صاحب دعوت) کو چاہئے کہ



اپنی باطنی قوت سے اس کی (جلالیت) کو سرد اور (قوت) کو سلب کرلے۔ بعدازاں قبر پر گھوڑے کی مانند سوار ہو کر جو کچھ قرآن مجید میں سے یاد ہے پڑھے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ بزرگ کی قبر کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس کو جواب دیں کہ قبر بہتر ہے یا قرآن ہر طریق سے (ذکر تصور توجہ) جو اسے معلوم ہے۔ قبر پر سوار ہو کر قرآن پڑھے اس سے زمین و آسمان (کا کوئی خزانہ) مخفی و پوشیدہ نہ رہے گا۔ ستر سال کی ریاضت جو چلہ اور خلوت میں کی جائے اس سے ایک رات اس ترتیب سے قبر پر سوار ہو کر (قرآن پڑھنا) بہتر ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَہْلِ الْقُبُوْرِ۔ جب تم کسی کام کو (سرانجام) دینے میں حیران رہ جاؤ تو اہل قبور سے مدد طلب کرو۔

دعوت تین کاموں کے لئے پڑھنی چاہئے .........

اول: بادشاہ اسلام کی امداد کے لئے جو کافروں سے جہاد کررہا ہو۔

دوم: رافضی خارجی (بدعقیدہ لوگوں کی اصلاح کے لئے)

سوم: علماء جو منافق ہوں امر و معروف کو نہ مانیں (ان کی ہدایت کیلئے) دیگر لوگوں کی آبادی' جمعیت خلق اور باران رحمت طلب کرنے کے لئے (بھی دعوت قبور) پڑھی جاسکتی ہے۔

بعض شخص دعوت پڑھنے کے عامل ہوتے ہیں۔ (لیکن انہیں کسی کامل کی اجازت حاصل نہیں ہوتی)۔ بعض کو اجازت تو ہوتی ہے۔ (لیکن وہ دعوت کے عامل نہیں ہوتے۔ عامل کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ دوام بہ نظر اَللّٰہ منظور اور مجلس مُحَمَّدِیؐ ﷺ کا حضوری ہوتا ہے۔ جو (فقیر) صاحب توجہ' صاحب توحید' صاحب تصور' صاحب تصرف' صاحب تجرید' صاحب تفرید'

www.yabahu.com

صاحب توفیق' صاحب طریق اور صاحب تحقیق بجی رفیق ہوتا ہے۔ اس کو سیارگان اور بروج کی گنتی کی کیا ضرورت ہے؟ اسے وقت کے سعد و نحس (ہونے کا کیا ڈر ہے)۔ اسے زکوۃ (نکالنے) قفل (لگانے) دور مدور بذل (پڑھنے)۔ جنات سے ڈرنے اور موکلات سے (مدد طلب کرنے) کی کیا ضرورت ہے؟ اسے غسل کرنے کی کیا حاجت ہے؟ اسے رجعت و دیوانگی سے خوف کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ وظائف میں پڑھائی کی تعداد میں کمی بیشی (یاد رکھنے) کیا کیا حاجت ہے؟ یہ سب وسوسے' واہمات خطرات دیوانگی آسیب زدگی موکلات سے غیبی (باتیں معلوم کرنا) خام ناتماموں کا کام ہے۔

کامل اہل دعوت کے ہاتھوں میں دونوں جہان ہفت اقلیم کی چابی ہوتی ہے روئے زمین پر جو سات (ولایتوں) کے بادشاہ ہیں۔ خواہ کسی کو (اسکی بداعمالیوں کے سبب) معزول کرکے دربدر کریں۔ اور اگر کسی کو نوازنا چاہیں تو اس کی (حکومت) کا نام قیامت تک باقی رہے۔ اہل دعوت جب بحر قرآن کی دعوت قبر کی ہم نشینی سے پڑھتا ہے تو پڑھائی کے وقت کل مخلوقات انبیاء' اولیاء اللہ' جمیع مومنین مسلمانوں کی ارواح۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تمام اصحاب ؓ کبار' حضرت حسن ؓ و حسین ؓ کی روحیں پڑھنے والے کے گرداگرد موجود رہتی ہیں۔ جب تک وہ (مرد' دعوت) سے فارغ نہیں ہوتا۔ روحانی اس سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ اس قسم کی دعوت کو تیغ برہنہ غالب القوت قوی کہتے ہیں۔ یہ دعوت باعتبار ہے لیکن اس کے لئے کسی کامل مرشد کی توجہ درکار ہے۔

واضح رہے کہ دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔

اول: یہ کہ قبر کے روبرو اخلاص سے متوجہ ہو کر پڑھے۔ یہ ثواب کا

www.yabahu.com



درجہ ہے۔ دوسرے یہ کہ جو (زندہ قلب) روحانی قوت رکھتا ہو۔ وہ روحانی کی قبر پر سوار ہو کر پڑھے۔ جس سے روحانی عاجز ہو کر (صاحب دعوت) کے قبضہ قید اور تصور و تصرف میں آ جاتا ہے۔ جس سے روحانی بے حجاب ہو کر (صاحب دعوت) سے ہم کلام ہو جاتا ہے یہ دعوت باطنی قوت والا ہی پڑھ سکتا ہے۔ ناقص رجعت خوردہ ہو کر ناقابل علاج بیماری میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس لئے آگ پر پاؤں بے شک رکھ دے وہ جل کر درست ہو جائے گا۔ لیکن قبر پر سوار ہو کر ناقص و خام شخص رجعت کھا کر کبھی درست نہ ہوگا۔ ایسی دعوت پڑھنے کے لئے مرشد کامل کی اجازت اور باطنی قوت ہونا نہایت ضروری ہے۔

تیسرے قبر کے گرداگرد پڑھے۔ "اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ یَا مَالِکَ الْاَرْوَاحِ۔ برائے عَبْدُ اللّٰہِ و دوست مُحَمَّدٍ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَاضِرٍ شُوْ" تو روحانی حاضر ہو کر جواب باصواب دے گا۔

جو کوئی اہل دعوت سے دشمنی کرتا ہے۔ دنیا و آخرت میں اس کا خانہ تباہ ہو جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کا جذبہ قہر خدا کا نمونہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ جذبہ جذبات الحق سے ہوتا ہے۔

### بیت

اسم اَللّٰہ کے تصور سے راہ گیر
تاکہ روحانی کی قبر پر ہو امیر
عرش سے اوپر نظر اور زیر ان کے شمس و ماہ
اہل دعوت کو (یہ قوت) اور ہے قرب الہ

روحانی سے ہوں ہم سخن، اور ہے یہ سخن روح
روح روشنی آفتاب ہے یہ مثل لوح
جس جگہ بھی چاہے ہوں وہ (حاضر) حضور
(دعوت) سے ہو جاتا ہے وجود خاص نور
دعوت ہی ختم ہے دعوت ہی انتہا
کامل و عامل (بدعوت) خلق کا وہ راہنما
خاک پائے کاملاں ہو اور ان کا غلام
تاکہ تجھ کو حاصل ہوں مطلب تمام
باھو ناظروں پر نظر کر جو کہ ہیں صاحب نظر
پھر تجھے حاجت رہے نہ سیم و زر

---

فقیر عارف باللّٰہِ وَلیّ اللّٰہِ وہ ہے۔ قَولُہٗ تَعَالیٰ۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ یخرجھم مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرُ (پ۳ ع۲) اَللّٰہُ تعالیٰ وَلیَ اللّٰہ کو چار قسم کے ظلمات (۱) ظلمات دنیا (۲) ظلمات خلق (۳) ظلمات نفس (۴) ظلمات شیطان سے نکالتا اور چار قسم کے نور عطا کر دیتا ہے۔ (۱) نور علم (۲) نور ذکر (۳) نور الہام (۴) نور معرفت باقرب حضور عطا کر دیتا ہے۔ جس سے ولی اللّٰہ فقیر کو حضوری مجلس دائمی طور پر نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ مخلوقات کی طرف سے ملامت اور تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو مشرق سے مغرب تک قتل عام کر دیں لیکن وہ اس قدر طاقت رکھنے کے



باوجود خلق خدا کو نہیں ستاتے۔

یاد رکھو! کہ علماء (علم) انبیاء کے وارث صاحب ادب ہیں اور فقرا صاحب حکم ہیں۔ جو شخص ہردو کے ساتھ خلوص اور دوستی رکھتا ہے تو اَللّٰہ تعالیٰ اسے (دنیاوی) حادثات اور (سماوی) آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ علم لعلوں کی کان ہے۔ معرفت اَللّٰہ وصل جان ہے۔ (بغیر عمل) تمام علم قیل و قال ہے اور معرفت وصال ہر مشکل کے لئے (مشکل کشا) ہے۔ اَللّٰہ بس ماسویٰ اَللّٰہ ہوس۔

لائق ارشاد کامل فقیر وہ ہے جو امتحان کی خاطر چار قسم کے آدمیوں کو تلقین و ارشاد کرے اور جمعیت بخشے ........

اول: بادشاہ ظل اَللّٰہ (مسلمان بادشاہ جو زمین پر اَللّٰہ کا نائب، احکام خداوندی نافذ کرنے والا ظل اَللّٰہ ہو)۔
دوم: علماء عامل ولی اَللّٰہ کو۔
سوم: شیخ بے باطن کو۔
چہارم: جاہل کو علم کی قید میں لائے۔

بیت

نور الہدیٰ - رحمت خدا - باطن صفاء
یہ مراتب مل گئے از مصطفیٰ ﷺ
مرد مرشد دیکھتا ہے با نظر
حق الیقین کر دے عطا بایک (نظر)
جس کا مرشد ہی نہ ہو وہ ہے شیطان کا مرید

www.yabahu.com

## جس کا مرشد ہے وہ گویا (مثل) بایزید رحمتہ اللہ علیہ

مرشد کامل تلقین کے دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ طالبوں کو اسم اللہ ذات کا تصور بخش کرتا ہے جس کی تاثیر سے یکبارگی (طالب کو) مجلس محمد رسول اللہ میں پہنچا دیتا ہے۔ ان دو مراتب سے ذکر فکر کھل جاتا ہے۔ اور ان (مراتب سے) قرب اللہ ذات و صفات کے تمام منزل مقامات کھل جاتے ہیں اور ہر ایک عمل میں آ جاتا ہے جس سے وہ کامل ہو جاتا ہے۔ طریقت الحق سے صاحب توجہ بالتوفیق (اہل) صدیق بالتصدیق ہو جاتا ہے۔ اگر سلک سلوک میں معرفت اللہ۔ مجلس مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اور باطن میں اس قسم کے خزانے نعمت اَللّٰہ مراتب اور لذت عظیم صراط مستقیم نہ ہوتے۔ تو راہ باطنی پر چلنے والے تمام لوگ گمراہ ہو جاتے۔

### بیت

طلب کر باطن کہ باطن ہو ظہور
عارفان حق ہو جاتے ہیں حضور
ہیں حضوری کے نہ مکان نہ نشان
علم حلم و عارف اور صاحب عیاں

شرح حاضرات (حروف تہجی) : جس سے کل و جز (مخلوقات و مقامات درجات) قید قبض تصرف میں آ جاتے ہیں۔ تیس حروف قرآن کے تیس



سیپاروں کی چابیاں ہیں۔ تیس حروف سے تیس علم، تیس حکمت، تیس خزانے، تیس دائرہ نقش (پر کرنے کے طریقے) اور تیس قسم کی حاضرات حاصل ہو جاتی ہیں۔ بعض حروف کی حاضرات کی کلید سے ماضی حال مستقبل کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ مقام ازل، مقام ابد، مقام عقبیٰ اور مقام معرفت توحید الٰہی کھل جاتے ہیں۔ بعض کو حروف دائرہ نقش کے حاضرات کی کلید سے تجلیات ذات مشاہدات کھل جاتے ہیں۔ جس سے سات قسم کے علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔ اول علمِ روشن ضمیر، دوم علمِ کیمیا، سوم علمِ دعوت، چہارم علمِ نص و حدیث تفسیر، پنجم علمِ تاثیر، ششم علمِ نظر نظیر، ہفتم علمِ بر نفس امیر۔ جس کسی کو کل کلیدات کے مراتب حاضرات حاصل ہو جاتے ہیں۔ فقیر لایحتاج بن جاتا ہے۔ تمام عالم، ہفت اقلیم کے ساتوں بادشاہ اس کے طالب اور مرید ہوتے ہیں۔ وہ پیر کامل اور مرید جس کا سوال رد نہیں کیا جاتا، بن جاتا ہے۔ حروف کے نقش کی کلید حاضرات سے اس کا جسم جان، جسد قلب قالب، گوشت پوست، اس کی ہڈیوں کا مغز (جسم کا) ایک ایک بال بنام اللہ زبان کھولتا ہے۔ ذکر اَللّٰہ سے تمام سراپردہ حجاب وجود سے اٹھ جاتے ہیں۔ حاضرات حروف کی کلیدات سے معرفت اِلَّا اللہ کا استغراق مجلس محمدی ﷺ کی (حضوری)۔ اصحاب کبار، جمیع اصحاب کی (ملاقات) سے مشرف ہو جاتا ہے۔

جب کلید حاضرات سے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو عرش اکبر کی (نیت) سے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پر عرش کے کنگروں اور کرسی پر یہ تیس حروف مرقوم ہیں۔ وہ عرش کے کنگروں پر تیس حروف کا مطالعہ کرتا ہے اور عمل میں لاتا ہے۔ جس سے ظاہر و باطن کے تمام خزائن اَللّٰہ اس پر کھل

www.yabahu.com

جاتے ہیں۔ جس سے لوح محفوظ کا مطالعہ کھل جاتا ہے۔ عرش اکبر، لوح و قلم، کرسی، ملاء تا ماہی قدرت الٰہی سے لوح ضمیر میں مثل نقطہ (ظاہر ہو جاتے ہیں)۔ بلکہ ان سے بھی باریک تر چیزیں (منکشف ہو جاتی ہیں)

جو کوئی تیس حروف کی کلیات حاضرات سے واقف ہوتا ہے۔ اس کے لئے (ظاہری علوم) کا پڑھنا یا نہ پڑھنا برابر ہوتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اسے علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم فرقان، علم عبادات معاملات، اسم اعظم، اسم معظم، اسم عظمت اور اسم کرامت سب کا کشف ہو جاتا ہے اور روئے زمین کے تمام زندہ مردہ (مقام) علیین سجین کی (روحیں)، غوث قطب اولیاء اللہ، قطب وحدت مالک الملکی فقیر کو جان لیتا ہے۔ جو کوئی اس قسم کی حاضرات تیس حروف کی کلیات جانتا ہے۔ اگر وہ کامل ہے تو مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر مکمل ہے تو اکمل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اکمل ہے جامع عامل ہو جاتا ہے۔ موکلات، فرشتے، اٹھارہ ہزار عالم، کل مخلوقات، کلام و نطق تیس حروف کی برکت و جمعیت سے باہر نہیں دائرہ سی حرفی یہ ہے۔[1]

[1] حروفِ تہجی: وہ اسماد الٰہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے جن کے سامنے فرشتے عاجز آگئے۔ یہ تیس حروف جملہ علوم کی چابیاں ہیں جن سے ہزارہا علوم کی ہزاروں کتابیں تحریر کی گئیں لیکن حروف کا یہ خزانہ روزِ ازل کی طرح موجود ہے اور اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ جو کوئی اِن حروف کو دور مد ور دم سے پڑھتا ہے اس کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ جو کوئی تحقیق کے قاعدہ سے پڑھنا جانتا ہے اُسے دین و دُنیا کے خزانوں کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔



| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| کبیر قدرت<br>ا<br>عالم امیر | تفکر تصور<br>ب<br>تصرف توحد | تصور حضور<br>ت<br>تصرف نور | توفیق ترک<br>ث<br>توکل تحقیق | فنا ولایت<br>ج<br>ہدایت بقا |
| عمل دم<br>ح<br>قدیر نیت | عمل قدیر<br>ح<br>دم نیت | حکایت عنایت<br>د<br>ہدایت یگانگت | محبت مکاشفہ<br>ذ<br>مراتب مشاہدہ | راز راہ<br>ر<br>یاالٰہ آواز |
| زیر بزیر<br>ز<br>باظفر باخبر | ذوق شفقت<br>س<br>شرف شرق | خرم شرط<br>ش<br>شریعت شرائط | فیض بہتر<br>ص<br>سکر بسط | علم عبادت<br>ض<br>عفو حیا |
| طاعت طے<br>ط<br>طالب بےطمع | عالم لدنی<br>ظ<br>کل من | غیار عین<br>ع<br>عنایت عادر | طالع مطالعہ<br>غ<br>لوح محفوظنما | خیرت حال<br>ف<br>قال عبرت |
| گنج پنج<br>ق<br>بےرنج پنجاہ | کرامت کرامت<br>ک<br>آفات کرم | لایحتاج جانباز<br>ل<br>اعلاج معراج | احوال وصال<br>م<br>جمال قال | صادرہ نوردہ<br>ن<br>تنزل صدرہ |
| درد نماز<br>و<br>وحدت فتوحات | قلب سلیم رحمت<br>ھ<br>رحیم بحق تسلیم | لقا شفا<br>لا<br>نقش فنا حیا | فرق الفت<br>ء<br>لطف شرط | یقین نما<br>ی<br>یکتا الحال |

www.yabahu.com

مصنف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ تحصیل علم تمام سے عالم ہوتا ہے۔ ذکر کرنے والے طالب اَللّٰہ کو ذاکر۔ فکر کرنے والے طالب اَللّٰہ کو صاحب فکر الہام والے طالب اَللّٰہ کو صاحب الہام' کشف و کرامات والے کو صاحب کشف و کرامات' مذکور والے طالب اَللّٰہ کو صاحب مذکور' ورد وظائف' ظاہری مجاہدہ کرنے والے طالب اَللّٰہ کو صاحب مجاہدہ اور مجاہدہ سے مشاہدہ کرنے والے طالب اَللّٰہ کو صاحب مشاہدہ' یعنی علم' وہم' خیال دلیل سے (دائمی) زندگی نصیب ہو کر دم رواں ہو جاتا ہے۔ حضوری طالب اللّٰہ کو صاحب حضور۔ قرب میں طالب اَللّٰہ کو صاحب قرب کہتے ہیں۔ تجلیات نور المبین سے علم الیقین' عین الیقین' حق الیقین حاصل ہوجاتا ہے۔ جس نے چشم باطن سے دیکھا اسی نے جانا اور جس نے دیکھا۔ اس نے (نورالیقین) میں فنا ہو کر (حق) کو پالیا (اس طرح) حق بحق رسید ہوا۔ حق نے حق کو دیکھا۔ حق نے حق سے سنا۔ حق نے حق کو کھینچا۔ اس کا نام صاحب حق ہوا' یہ تمام مراتب جن کا نام لیا گیا ہے۔ انہیں ولی اَللّٰہ ' عارف بِاللّٰہ ' واصل اولیاء اللّٰہ ' غوث' قطب' اوتاد' اخیار وغیرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر مرتبہ جس کا شمار کیا گیا ہے۔ یہ بچوں کے لئے تیس حروف کی قاعدہ خوانی کے مثل ہے۔ جس کا ان (مراتب کے طالبوں) کو سبق دیا جاتا ہے۔ پس فقر کیا ہے؟ اور اس کے مراتب کیا ہیں؟ دریائے توحید میں غرق ہو کر فردانیت حاصل کرنے کو فقر کہتے ہیں۔ جو فنا فی اَللّٰہ ہو کر فرد ہو جاتا ہے۔ وہ ان تمام مراتب پر غالب اور مرد ہو جاتا ہے۔ فقر حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مرشد کامل طالب اَللّٰہ



فقیر کو اسم اَللّٰہ ذات کی سات مشقوں سے اس کے ہفت اندام (اعضاء) کو پختہ نہ کردے اور سات (قسم اور اسم) کے تصرف سے نفس کو ہستی سے نیستی (بود سے نابود) نہ کردے بعدازاں اسے غرق انوار کردیتا ہے۔ جس سے وہ مطلق غرق نور اور (مشرف) دیدار ہو جاتا ہے۔ اسے (ماسوی اللّٰہ) دوسرے کو دیکھنا حرام و مردار ہو جاتا ہے۔ جو کوئی ان آثار (کے مطابق) فنا فی اَللّٰہ ہو وہی پروردگار کا فقیر ہے۔ ایسا شخص شریعت میں ہوشیار اور باطن میں باطل سے بیزار ہو جاتا ہے۔ جو کوئی فقر کے ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے اس پر کلمہ طیب کے چوبیس حروف سے چوبیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تجلیات نازل ہوتی ہیں۔ یہ اسرار سر مغز دماغ میں پیدا ہوتا ہے ایسے شخص کو مالک الملکی فقیر کہتے ہیں جو فقراء میں سرفہرست ہوتا ہے۔ قال النبی ﷺ - اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ' فقیر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ فقیر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ فقر میں بڑے بھید پوشیدہ ہیں۔ صاحب جمعیت فنا فی ذات فقیر مقامات درجات کشف و کرامات جو بے جمعیت ہیں ان سے الگ ہو جاتا ہے۔ (فقر) سر اَللّٰہ ہے پس ماسوی اَللّٰہ ہوس۔

فقر کے مراتب وہی جانتا ہے۔ جو فقر تک پہنچا ہو۔ جس نے فقر کی لذت چکھی ہو۔ جس نے فقر اختیار کیا ہو اور سلطان الفقر کو عین بعین دیکھا ہو۔ قولہ تعالیٰ - فَمَنْ كَانَ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى- جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ (پ۱۵ع۸)

بہت سے فقیر فقر کے نام تک ہی پہنچے ہیں۔ ہزار میں سے کوئی ایک فقیر ہوگا جو فقر تمام کے (مرتبہ) پر پہنچا ہوگا۔ قال النبی ﷺ - وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ جب فقر اختتام پر پہنچتا ہے تو اَللّٰہ ہی رہ جاتا ہے۔ (ماسوی اَللّٰہ

www.yabahu.com

مکمل طور پر وجود سے نکل جاتا ہے)۔ قَالَ النَّبِیُ ﷺ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَی اللّٰہِ فقیر اللّٰہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ فقیر کا سخن کن سے ہوتا ہے جو قضائے (الٰہی) کے موافق ہوتا ہے۔ یہ فقر رضا کے مراتب میں کیونکہ فقیر کی رضا قضا کے مطابق ہوتی ہے۔ (فقر رضا بقضا) کے مراتب وہم و فہم میں نہیں آسکتے۔ اس کا قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے۔ (وہ راضی برضا اور اس کا سر تسلیم ہمیشہ خم ہوتا ہے)۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ میں اپنے کام اَللّٰہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اَللّٰہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

(پ۲۴ع۱۰)

پس معلوم ہوا کہ فقیر اہل خدا ہوتا ہے اور اہل مراتب اہل ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے اہل خدا اور اہل ہوا کی مجلس ایک دوسرے کو راس نہیں آتی۔ پس حاضری کے سلک سلوک والا (فقیر) وجود میں یہ مقامات کھول کر عین بعین دکھا دیتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ غوث قطب تین طرح کے ہوتے ہیں۔

اول : غوث قطب طبقات کی طیر سیر میں صاحب توفیق ہوتے ہیں۔ انہیں غوث قطب دہقانی کہتے ہیں۔ ان کے ولایت با ولایت ایک دوسرے سے تعلقات ہوتے ہیں۔

دوم : غوث قطب ربانی جو بحق رفیق ہوتے ہیں۔ جو قبر سے باہر نکل کر جسم جان اختیار کرلیتے ہیں۔ جو قبر سے روح کو نکال کر جسم میں داخل کرسکتے ہیں۔ وہ (دنیا میں) دنیائے فانی کے شور و غوغا سے فارغ۔ ہمیشہ معرفت خدا کے اشتغال میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی حالت عظیم فرشتوں جیسی اور ان کا مرتبہ صفت کریم کا (نمونہ) ہوتا ہے۔ وہ خود کو گم نام رکھتے ہیں۔ خلقت میں



ظاہر نہیں ہوتے بلکہ دائمی طور پر لاھوت میں حضوری ہوتے ہیں۔

تیسرے غوث و قطب (صاحب) تحقیق جو توحید کے دریائے عمیق میں غرق ہوتے ہیں۔ انہی کو حقیقی فقیر کہتے ہیں۔ ان کے وجود سے (دنیا) میں حق ظاہر ہوا ہے اور وہ حق کو حق میں لے گئے ہیں۔ وہ حقیقت کے محقق فنا فی اللّٰہ (یعنی) حق میں فنا اور بقا باللّٰہ (یعنی) حق میں بقاء والے ہیں۔ وہ قدرت سبحانی معشوق سبحانی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن سے جملہ اہل مراتب کو (مراتب) ملتے ہیں جو کوئی ان کا منکر ہے وہ بے دین' بدمذہب اور پریشان حال ہے۔

فقیر باھُوؒ فرماتے ہیں کہ ہدایت عنایت کو کہتے ہیں اور ہدایت سات قسم کی ہے۔ چار قسم کی ہدایت علم میں ہے۔ یعنی (۱) عمل (۲) فیض (۳) حلم (۴) تقویٰ۔ تین قسم کی ہدایت کا مجموعہ باطن میں ہے۔ (۱) نفس کی شناخت کرنا اور (اس کی آفات سے آگاہ ہونا) (۲) ہوائے نفسانی سے باہر نکلنا (۳) اور اللّٰہ تعالیٰ کو اس طرح پہچاننا کہ (فقیر) قدرت کی زبان سے بات کرنے والا۔ قدرت کے کانوں سے سننے والا' اور قدرت کی آنکھوں سے دیکھنے والا بن جائے۔ جو کوئی اس بات پر اعتقاد کرکے (عمل) کرے گا۔ اس کا نفس تابع (فرماں بردار)۔ بدخصلتوں سے مردہ ہو جائے گا۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کو شناخت کرکے معرفت الٰہی میں قدم رکھے گا۔ قال النبی ﷺ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو جان لیا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پالیا۔ اس کے بعد عارف باللّٰہ کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہَ

## بیت

فقر لا یحتاج کے ہیں دو گواہ
ترک غیر و ترک (دنیا عزو) جاہ
عز و جاہ کے طالب نہیں ہیں انبیاء
ترک دنیا فرض ہے بر اولیاء

فقیران دو مراتب سے لایحتاج ہو جاتا ہے۔

ایک تصور اسم اللہ ذات' معرفت مشاہدہ قرب حضور (کا مرتبہ) دوسرے حضوری مجلس ﷺ دوام (حاضری) سے باتوفیق قوی قوت رکھتا ہو۔

فقیر کے لئے روحانیوں کی دعوت قبور کا (پڑھنا) اور عمل میں لانا فرض عین ہے۔ اگر علماء کے نام کے حروف کی صورت یا اسم اللہ ذات کا نقش یا صورت فقر دیوار پر بھی لکھی ہوئی دیکھو تو اس کا ادب کرو کیونکہ (علماء و فقراء) کے دونوں گروہ بزرگ اور درگاہ پروردگار پر لے جانے والے ہیں۔ وہ صاحب معرفت اور دیدار کے لائق ہیں۔ جو ان سے دوستی رکھتا اور ان کا دامن پکڑتا ہے۔ وہ سلامتی ایمان سے مرتا ہے۔ جان لو! کہ ہر طریقت اور ہر علم کی اول اور ابتداء کسی قاعدہ اور راہ سے ہے۔ بے مرشد بے استاد کا نہ کوئی قاعدہ ہے نہ کوئی راہ بلکہ وہ گمراہ ہے۔ اول قاعدہ قادری ہفت اندام کا قلعہ ہے۔ جس میں نفس کا تزکیہ ہو کر قلب قالب پرنور ہو جاتے ہیں۔ (نوری قید میں آکر حصار قائم ہو جاتا ہے) قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ ذکر مذکور سے مع اللہ الہام ہونے لگتا ہے اور روح قرب اللہ سے حضوری مشاہدہ

www.yabahu.com



میں (محو ہو جاتی ہے)۔ قادری کے ساتوں اعضاء (جو سات قلعے ہیں) نور سے روشن ہو جاتے ہیں۔ عارف باللہ تصور اسم اللہ ذات یا از ذکر کلمہ طیبات سے دیدار کے لائق ہو جاتا ہے۔ استاد کامل' مرشد مکمل قاعدہ یک حرفی (اسم) اللہ سے سبق دیتا ہے جس سے (دل کی) آنکھ روشن ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ ہمیشہ تماشائے جہان کرتا ہے اور معرفت الٰہی کو پہنچ جاتا ہے۔ جو کوئی قاعدہ یک حرفی سے (اسم اللہ) کو روز اول طریق تحقیق سے پڑھتا ہے۔ دنیا و آخرت میں جو کچھ بھی ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔

نام کے قادری تو بہت ہیں لیکن قادری جو عارف تمام ہو کم ہیں۔ قادری کی پہچان یہ ہے کہ وہ معرفت الٰہی توحید کا دریا نوش ہوتا ہے۔ قادری ہرگز شراب فروش نہیں ہوتا۔ قادری کا مرتبہ قرب با جمعیت ہے۔ قادری قاتل نفس ہے۔ قادری (غلط کا تارک) اور غنی ہوتا ہے۔ قادری حق پسند کو کہتے ہیں۔ وہ بدعت' سرود' حسن پرستی اور انانیت ہوا و مستی سے بے زار ہوتا ہے۔ مجھے ان احمقوں پر تعجب ہوتا ہے جو شاگرد تو شیطٰن کے ہیں اور اپنے آپ کو تلمیذ الرحمٰن کہتے ہیں۔ وہ قید شیطان کے مرتبہ میں خطرات و وسواس میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن اپنے آپ کو اویسی کہتے ہیں۔

جان لو! کہ خاموشی میں ستر ہزار گنج حکمت رحمانیت ہاتھ آتے ہیں۔ اس قسم کی خاموشی معرفت' قرب' مشاہدہ' حضوری خدا تعالیٰ' دور مدور اور دل سے ذکر بلذکور فاذکرونی اذکرکم۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرتا ہوں کے متعلق ہوتی ہے۔ جس سے الہام با الہام پیغام با پیغام۔ جواب با صواب حاصل ہوجاتا ہے۔ اور ہر نظر اللہ منظور ہو جاتا ہے۔ اس (طریقت الحق) طریق تحقیق سے جو سرہدایت ہے۔ کفر شرک کی گویائی سے فارغ اور

(ہر قسم) کی بدعت سے خاموشی اختیار کرلیتا ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ وہ معرفت الٰہی اور وصال سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ قال النبی ﷺ ۔ اَلصَّدَقَةُ شَیْءٌ عَجِیْبٌ قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔ حضور پاک ﷺ نے تین بار فرمایا سچ ایک عجیب شے ہے۔

جان لو! کہ نفاق بھی خاموشی میں ہے۔ (حق کی بات پر خاموشی اختیار کرنا منافقت ہے)۔ جو خاموشی نفاق سے متعلق ہے۔ اس میں ستر ہزار شیطانی فتنہ و فریب (پوشیدہ) ہوتے ہیں۔ قال النبی ﷺ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ "بردبار کے غصہ سے خدا کی پناہ" (کہ اس کی خاموشی کے پیچھے ہزاروں طوفان پوشیدہ ہوتے ہیں)۔ مطلب یہ کہ جو معرفت اَللّٰہ کی کمالیت تمامیت تک پہنچ گیا اس کے لئے خاموشی اور گویائی برابر۔ اس کی مستی و ہوشیاری برابر۔ اس کی خواب و بیداری برابر کامل مکمل اکمل جامع کے یہی مراتب ہیں کہ تصور اسم اَللّٰہ اور ذکر اَللّٰہ اور قرب و حضوری فنا فی اللّٰہ سے وہ توحید کے قید و قبضہ میں ہوتے ہیں اور ظاہر و باطن میں ان کو تجرید و تفرید کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا ہر عمل اور قول بغیر حکم (خدا) اور حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کے افعال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں (بمنزلہ) گناہ تھے جبکہ حضرت خضر علیہ السلام باطن میں ثواب کا کام کررہے تھے کہ آپ نے کشتی کو توڑ ڈالا۔ بچہ کو مار ڈالا اور دیوار تعمیر کردی۔ یہ واقعہ سورت کہف میں بیان ہوا۔ (جس کا انجام' قَوْلُهٗ تَعَالیٰ۔ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ ۔ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی (ہوتی) ہے (پ۱۶ع۱)



## ابیات

مرشد جس کو نور حق دلاتا ہے
(وہ ادب سے) اس کے پاؤں میں گر جاتا ہے
باھو طالب صابر جان سے (عزیز) ہے
جاسوس طالب سے تفصل کی امید ہے
عاقل ہو تو سن لو یہ خاموش قل
بے شعوروں کو نہ ہوگا حق وصل

عاقل سرمایہ ایمان ہے۔ جاہل (پیر) ثانی شیطان بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ کامل مرشد کی تلاش کرنا چاہئے جو ایک لحظہ میں حق تک پہنچا دے۔

جان لو! کہ طالب مرید قادری کو فتح طریقہ قادری سے ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے گا۔ تو مریدی سے نکل جائے گا۔ اگر کچھ طلب کرے گا اس کی برکت سلب ہو جائے گی اور مرتبہ سے گر جائے گا۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے مجھے ہر طریقہ سے خلافت حاصل ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ حرامی (شخص) کی طرح کئی باپ رکھتا ہے۔ اس کی بات لاف در لاف ہے۔ قادری لا یحتاج نر شیر ہے۔ خدانخواستہ ہی ہوگا کہ طالب مرید قادری کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے۔ قادری مرید جو قادری طالب ہے وہ ہر طریقہ پر غالب ہوتا ہے۔

## بیت

باھو رحمۃ اللہ علیہ جو ہوا طالب مرید قادری رحمۃ اللہ علیہ

www.yabahu.com

قادری حاضر نبی دیں پر قوی
قادری کو کافی قادر کا کرم
پیشوا ہے شاہ پھر کیسا غم
میں مرید شاہ میراں محی الدینؒ
خاک سر پر منکروں کے جو ہیں بے یقین
اس ہدایت سے جو منکر ہے وہ گاؤ خر
ہر مرید (قادری) ہے با نظر
باھُوؒ اُن کے غلاموں کی خاک پا
شاہ میراں پیشوائے با خدا

---

جو مرشد ایک قدم اور ایک دم میں ہر ایک مقام کی ابتداء و انتہا حاضرات اسم اللہ ذات سے وجود میں نہ کھول دے اور دکھا دے۔ اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ محرم قال ہے معرفت وصال سے بے خبر ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

جان لو! کہ جس نے فقر کو پایا علم سے پایا جس نے (رب کے نور) کی شناخت کی علم سے کی۔

مصرعہ بے علم نتواں خدا را شناخت

اس علم کا جاننا کھلنا فیض، اور ہدایت کشف مکشوف ہونے پر (منحصر ہے) اس علم والے کو عین العیان روشنی قلب ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی



صفات القلب والے قلب کو قلب النور دوام بد نظر اَللّٰہ منظور کہتے ہیں۔ اس کو ذکر مذکور سے الہام ہوتا ہے۔ وہ معرفت توحید اَللّٰہ کے قرب سے حضوری ہوتا ہے۔ اس قسم کے صاحب قلب کو علم، الہام حضوری سے ہوتا ہے اس کا فکر مراقبہ اور مکاشفہ حضوری سے ہوتا ہے۔ اس کی توجہ دلیل، وہم، خیال، معرفت، وصال حضوری سے ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور قلب نجات پا لیتا ہے۔ اگر ایسی حالت نہ ہو تو تصدیق قلبی کا اثبات اور اس کی تحقیق صحیح نہیں ہوتی۔ اگرچہ قلب ظاہر میں بلند آواز سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکارنے لگے۔ یا یہ کہ قلب جوش میں آ کر اللہ کے نام کا نعرہ مارنے لگے۔ (اسے تصدیق قلبی نہیں کہتے) کیونکہ قلب اور زبان میں (بظاہر) کوئی فرق نہیں۔ جس طرح زبان گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اسی طرح قلب بھی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ قلب نفاق سے ہرگز باہر نہیں نکلتا اور خناس، خرطوم، وہم و وسواس، خطرات شیطانی اور ہوائے نفسانی سے خلاصی نہیں پاتا اور مع اَللّٰہ کے خاص مرتبہ تک نہیں پہنچتا جب تک کہ وہ تصور اسم اللہ کی تاثیر سے زندہ نہ ہو جائے۔ جب تک اسے آب حیات اور آب حوض کوثر سے غسل نہ دیا جائے اور توحید میں لپیٹ کر اسم اَللّٰہ کا لباس نہ پہنا دیں اور نور تصدیق (قلبی ہمیشہ) اس کے قلب کے مدنظر نہ رہے۔ وہی صاحب قلب ہے۔ وہ جو کچھ بھی دیکھتا ہے وہ نور ربوبیت کی رویت اور حضوری ہوتی ہے۔ معرفت، توحید، نور حضور کا مشاہدہ اور بیدار ہی قلب بیدار کے مراتب ہیں۔

بیت

اے دل تو کیوں زندگی بیدار کی کوشش نہیں کرتا

تو کیوں کر شربت شیریں نہیں پیتا
دل زندہ کبھی مرتا نہیں ہے
دل بیدار خواب پھر کرتا نہیں ہے

---

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ قال النبی ﷺ - عَصَیْتُ قَلْبِیْ عَصَیْتُ اللّٰہَ۔ جس نے (زندہ) قلب کی نافرمانی کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ قال النبی ﷺ - رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ۔ میں نے اپنے دل میں اپنے رب کا (نور) دیکھا۔

یہی قلوب شیطان کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے اور یہی قلب' قدرت رحمٰن کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ قلب کی تحقیقات ذوق طلب کی لذت سے کی جاتی ہے۔ تصور اسم اَللّٰہ ذات سے قلب قالب زندہ ہو جاتا ہے۔ صاحب قلب مرشد (طالب پر) طے قلب کے دوران ہر دو جہان کا تماشہ زندہ قلب میں دکھا دیتا ہے۔

جان لو! کہ دل کی جنبش دو علم و حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی جنبش جہاد خلاف نفس ہے۔ جو قلب کی توجہ خاص کی تلوار سے کیا جاتا ہے۔ جس سے ہردم (ذکر) کے ساتھ موذی نفس کو قتل کیا جاتا ہے۔ جس سے وجود میں حرص' حسد' طمع' تکبر اور ہوا نہیں رہتی۔ قلب مقرب الحق صاحب صدق و صفا اور با خدا ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ قلب کی جنبش ہوائے (نفسانی) اور علم جہولیت شیطانی سے ہوتا ہے۔ جس سے وسوسہ خطرات



پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ خاص الخاص صاحب قلب کو علم عین حاصل ہوتا ہے۔ اس علم (عین) کا جاننا عین فرض ہے۔ یہ علم نص قرآن و حدیث سے (ثابت)۔ رحمٰن کے موافق اور شیطان کے خلاف ہے۔ جو دل پُرنور ہے اور اس کی جنبش حضوری (حق) سے ہے۔ وہ بہ نظر اللّٰہ منظور ہوتا ہے۔ اسی قسم کے قلب کو عین العیان قلب کہتے ہیں۔ ایسے قلب والے کو ایک دم میں ستر ہزار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ - اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ۔ بے شک اَللّٰہ تعالیٰ تمہاری (ظاہری) صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہاری نیتوں اور تمہارے قلوب کو دیکھتا ہے۔

## بیت

عارفوں کا قلب قالب غرق وصال
اس قسم کے عارف ہیں بس لازوال

---

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ دنیا مردار کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور (مراتب کلب میں) اپنے آپ کو ذاکر قلب کہتے ہیں۔ مراتب قلب وہی جانتا ہے جس نے قلبی نور حاصل کیا ہو۔ جس نے حضوری مشاہدہ کیا ہو اور جس نے معرفت توحید اَللّٰہ کو دیکھا ہو صاحب قلب کا قلب زندہ اور قالب مردہ ہوتا ہے۔ حضوری حق سے اس کو (جواب باصواب) کی آمدورفت ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں۔ جو تارک فارغ لایحتاج بے طمع اور بے ریا ہوتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا اس کا دعویٰ کرتا ہے تو غلط کہتا

www.yabahu.com

ہے۔ (اس کا دعویٰ) ہوائے نفسانی کے باعث ہوتا ہے۔ اَللّٰہ بس۔ علم قلب علم (لدنی) ہے۔ جو حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ اَللّٰہ بس ماسویٰ اَللّٰہ ہوس۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جتنے فتنہ و فساد پیدا ہوئے۔ خلقت کے میل جول سے پیدا ہوئے۔ اگر کسی کو سلامتی نصیب ہوئی ہے تو خلقت سے کنارہ کشی کرنے سے۔ کسی نے (ایک بزرگ) سے نصیحت طلب کی تو انہوں نے فرمایا ہتھوڑا لے کر اپنے دونوں پاؤں توڑ ڈالو اور چھری لے کر اپنی زبان کاٹ ڈالو۔ اس نے کہا یہ کام کون کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا اس کے بعد ہی سر کی زبان بولنے اور اس کی ہمت کے کان خدا تعالیٰ سے (الہام) کلام سننے لگتے ہیں۔ جب ظاہری زبان گونگی اور ظاہری کان بہرے ہوں گے تبھی۔ زبان کاٹنا اور پاؤں کا توڑنا میسر آتا ہے۔ انبیاء کے بعد حکماء ہیں۔ لیکن نبوت کا درجہ (اب کسی کے لئے نہیں) ہے۔ حکمت شرعی امور کا نام ہے اور حکمت کا پہلا نشان خاموشی ہے۔ بقدر حاجت بات کرنے کو خاموشی کہتے ہیں۔ خاموشی عارف کے لئے بہتر ہے۔ اس کا کلام عمدہ ہونا چاہئے۔ نیز فرمایا کہ اَللّٰہ تعالیٰ بندہ سے آٹھ چیزیں چاہتا ہے۔

دو چیزیں دل سے چاہتا ہے
ایک اَللّٰہ تعالیٰ کے احکام کی تعظیم دوسرے۔ خلق خدا پر شفقت۔

دو چیزیں زبان سے چاہتا ہے
ایک زبان سے اقرار توحید' دوسرے خلقت کا رفیق ہونا۔

دو چیزیں وجود سے چاہتا ہے



ایک اطاعت حکم اَللّٰہ تعالیٰ۔ دوسرے مومن بھلائی کی امداد کرنا۔

دو چیزیں اس کے اخلاق سے چاہتا ہے
ایک اَللّٰہ تعالیٰ کے حکم (رضا) پر صبر کرنا۔ دوسرے خلقت کے (آزار) پر صبر کرنا۔

حاتم (طائی) کو لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص کے پاس مال و دولت بہت ہے۔ اس نے پوچھا کیا اس نے (مال و دولت) سے دائمی زندگی کا سامان بھی کیا ہے؟ جواب ملا نہیں۔ (حاتم نے کہا) تو پھر وہ مال مردے کے کس کام کا؟

حاتم سے کسی نے پوچھا کیا تو کوئی حاجت رکھتا ہے۔ حاتم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔ حاتم نے کہا کہ تو مجھے دیکھ کر (نصیحت حاصل کرے) اور میں تجھے دیکھ کر (عبرت حاصل کروں)۔ نیز فرمایا (دنیا کی محبت میں مبتلا) لوگوں کو دیکھ کر عبرت اختیار کر۔ جس نے عبرت اختیار نہ کی اسے کوئی عزت نہ ملی اور جس نے اس بات پر اعتبار کیا اسے نصیحت کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور یہ بھی کہا کہ تین قسم کے لوگوں کی نصیحت اور گفتگو سے دور رہو۔

(۱) علماء جو غافل ہوں (۲) قاری جو سستی کرنے والا ہو (۳) صوفی جو جاہل ہو۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا دین اور جسم سلامت رہے اور اس کا غم کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ خلقت سے گوشہ نشینی اختیار کرے۔ کیونکہ یہ زمانہ گوشہ گیری اور تنہائی کا ہے۔ مزید کہا کہ دنیا پانچ چیزوں سے زیادہ (طلب کرنا) فضول ہے .........

اول: اتنی روٹی جس سے زندگی قائم رہے۔
دوم: پانی جو پیاس بجھا سکے۔
سوم: لباس جو ستر پوشی کر سکے۔

www.yabahu.com

چہارم: گھر جس میں رہ سکے۔
پنجم: علم جس پر عمل کیا جا سکے۔

یہ بھی کہا کہ جو گناہ شہوت کی وجہ سے سرزد ہو۔ اس کی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے۔ جو گناہ کبر کے سبب کیا جائے۔ اس کی (معافی) کی امید نہ رکھنی چاہیے۔ اس لئے کہ ابلیس کا گناہ کبر کے باعث تھا۔ (اس لئے قابل معافی نہیں)۔ جبکہ آدم علیہ السلام کی ذلت شہوت کی وجہ سے تھی۔ (اس لئے معافی مانگنے پر معافی مل گئی)

اے صاحب تذکرۃ الاولیاء باھو رحمۃ اللہ علیہ جو مرید اور غلام قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس سے تذکرہ باخدا بھی سن لے۔ کہ سالکوں کا سلک سلوک دو قسم کا ہے۔

(۱) ایک نفل نماز صوم و صلوات کا طریقہ
(۲) دوسرے (فارغ) ماسوئ اللّٰہ غرق فنا فی اللّٰہ کا طریقہ۔

## بیت

اس جگہ پر پہنچنے والا ہوا عارف خدا
اس کے نفس میں رہتا نہیں کبر و ہوا

---

اس طریقہ والے کو ظاہر باطن میں توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ نفس کی زندگی دنیاوی لذات اور معصیت شیطان میں ہے۔ قلب کی زندگی ذکر رحمٰن کے تصرف میں ہے۔ روح کی زندگی فنا فی اَللّٰہ بقاء باللّٰہ میں ہے۔ جس میں از خود فنا ہو کر نور خدا میں غرق ہو کر بقاء سر اسرار معرفت سبحانی حاصل کرتے ہیں۔ جو شخص تحقیق کا یہ طریقہ نہیں جانتا۔ وہ (ہمیشہ)

www.yabahu.com



بے جمعیت اور پریشان رہتا ہے۔

## بیت

جو بھی رکھتا ہے امید غیر خدا
حاصل کرے گا کیسے وہ راہ صفاء
رفت خود سے گم کو کہتے ہیں (یہی نام و آواز)
غرق فی اللہ کو حاصل رحمت راز
اسم اللہ ذات سے ہو گی نجات
مردہ دل کو شوق ہی بخشے حیات
بند پسند کو رہتی نہیں پھر احتیاج
ہوائے نفس ہی کر دیتی ہے (محتاج)
باھو رحمۃ اللہ علیہ جس کو حاصل ہوا فیض و فضل
جسم سے نکل جائیں سب خطرہ خلل

---

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے جو فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰہِ۔ اللّٰہ کی طرف بھاگو کو ففرو مِنَ اللّٰہ۔ اَللّٰہ کی طرف سے (الٹا) بھاگنا سمجھے ہوئے ہیں۔ معرفت اللّٰہ اور مجلس مُحَمَّدِیْ ﷺ کے محققین کو ظاہر و باطن میں حق و باطل کی تحقیق حاصل ہو جاتی ہے۔ (کہ وہ حق و باطل کو پہچان لیتے ہیں)۔

جان لو! کہ جس شخص کے حواس خمسہ ظاہری بستہ ہو کر حواس خمسہ باطنی کھل نہیں جاتے اور محبت و معرفت (حاصل نہیں ہوتی) مراقبہ مشاہدہ میں نور فی اللّٰہ ذات میں غرق (نور) ہو کر باطن میں حضوری نہیں کھلتی۔ عین بعین نظر نہیں آتا۔ ایسے شخص کا باطن باطل پر ہے۔

اگر ذکر فکر (کے نتیجہ میں) کسی شخص کے وجود سے اوصاف ذمیمہ' طمع' حرص' حسد' تکبر لالچ وغیرہ دور نہیں ہوتے۔ تزکیہ نفس' تصفیہ قلب' تجلیہ روح' تجلیہ سر' سرا پردہ اسرار نہیں کھلتا۔ عین بعین نظر نہیں آتا تو اس شخص کا باطن باطل پر ہے۔

جو شخص باطن میں ذکر جہر سے نفس پر قہر کرنے والا ہو اور جسے ذکر حاصل سے روحانیت کا لطیف جثہ عین بعین نظر آئے۔ لیکن ظاہر میں چہرہ نہ دکھائے۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

اگر باطن میں وہم' وسواس' خطرات کی نفی نہ ہو۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اپنے رب کو (تضرع) سے گڑگڑا کر اور پوشیدہ (ذکر خفی) سے پکارو۔ ذکر خفی والے سے کوئی چیز پوشیدہ مخفی اور چھپی ہوئی نہیں رہتی۔ وہ عین بعین دیکھتا ہے۔ لیکن اگر اس کو طریق تحقیق حاصل نہیں (جس سے وساس و خطرات کی مکمل نفی ہو جاتی) ہے تو اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جو شخص باطن میں ذکر' فکر' مراقبہ' مکاشفہ سے غوطہ زن [illegible] اللّٰہ کی معرفت میں غرق اور حضوری محمد الرسول اللّٰہ ﷺ سے متفخر اور سربلند نہ ہو۔ فقر مُحَمَّدِیْ ﷺ میں خلق عظیم صفت کریم نہ رکھتا ہو۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔



جس کا دل باطن میں غنی نہ ہو۔ غنایت فقر سے (مالا مال) اور مَالِکُ الْمُلْکِیْ فقیر نہ ہو۔ ہدایت سے خلق خدا کا رہنما نہ ہو اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جس شخص (کا کلام) علم تفسیر کے موافق لوگوں پر تاثیر نہ کرے اور اس کے طالب روشن ضمیر نفس پر امیر نہ ہوں اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جس کا باطن ظاہر کے مطابق نہ ہو۔ (باطن میں فقیری کا دعویٰ دار ہو) ظاہر میں بدعتی' خلاف شرع ہو۔ (اس کے ظاہری اعمال) موافق شیطان' اور مخالف (احکام) قرآن ہوں۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جو کوئی سرود پرست' استدراجی (شعبدہ باز)۔ ہوائے نفسانی اور انائے (شیطانی) میں مبتلا ہو۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جو شخص علمائے (حق) کا دشمن۔ متکبر' خواہشات کا بندہ ہے اور اپنے ظاہر باطن میں تقلیدی (بزرگ نما) معرفت کا دعویٰ دار اور اپنی بڑائی کا (دعویٰ دار اور اظہار کرنے والا ہے)۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

وہ شخص بھی باطن سے آشنا نہیں جو مع اللّٰہ یکتا متفق اور پیوست نہیں ہوتا جو روز الست کی روحوں کی صف درصف خبر نہ دے سکے اور (پھر بھی) اپنے آپ کو مست کہلائے اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

جان لو! کہ ذکر شور و غوغا سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ذکر کا تعلق غرق اور اپنے آپ سے (علیحدگی) فرق کا نام ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ۔ اپنے آپ کو بھول کر (استغراق) میں اپنے رب کا ذکر کرو جو ذکر اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ اگر باطن میں طریق تحقیق سے قوت توفیق حاصل نہ ہوتی۔ ارواح انبیاء اولیاء اللّٰہ سے

www.yabahu.com

مجلس ملاقات نہ ہوتی۔ (نور) ذات کی تجلیات۔ اِلَّا اللّٰہ کی معرفت اور حضوری مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نہ ہوتی۔ وجود سے فنائی اَللّٰہ نہ ہوسکتے باطن میں یہ نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ نہ ہوتی۔ ہوائے نفسانی سے باہر نکلنا نہ ہوتا۔ تو باطن کی راہ پر چلنے والے سب لوگ گمراہ ہو جاتے۔ (اس لئے راہ باطن کو باطل کہنے والے خود باطل پر ہیں)۔ باطن اسے کہتے ہیں جس میں ذکر و فکر سے ظاہر و باطن ایک ہو جائے۔ قال النبی ﷺ ۔ کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفُ الظَّاھِرِ فَھُوَ بَاطِلٌ۔ جو باطن ظاہر کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ باطن یہ ہے کہ بنائے اسلام کے متعلق جس چیز کو شریعت روا رکھے۔ وہ مبارک ہے اس پر کاربند ہو جائے اور جس چیز سے شریعت منع کرے اس کو چھوڑ دے۔

باطن یہ ہے کہ اتباع محمدی ﷺ میں آپؐ کے قدم بقدم چل کر باطن میں حضوری مُحَمَّدٌ رسول اَللّٰہ ﷺ حاصل کرے۔ دست بیعت تلقین اور تعلیم حاصل کرے۔ یہ عطا بھی مرشد کامل صاحب باطن سے نصیب ہوتی ہے۔

وہ باطن کونسا ہے جس کی ابتداء و انتہا میں باطل کی گنجائش نہیں۔ وہ (باطن) حق تمام ہے۔ جس میں (صاحب باطن) حق کو دیکھتا۔ حق کہتا اور حق سنتا ہے۔ اس کا ہر عمل حق ہوتا ہے۔ اس کا ہر قول و فعل معرفت وصال برحق (طریق) حق سے ہوتا ہے کہ اس کا وجود ابدالآباد تک زندہ رہتا ہے۔ وہ ذات و صفات کے تمام مقامات طے کرلیتا ہے۔ باطن کا اثبات اسم اللّٰہ ذات کے تصور اور توحید و معرفت کے حصول بغیر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسم اللّٰہ ذات اصل ہے۔ جو کچھ (استغراق) اسم اَللّٰہ ذات سے دیکھتا ہے وہ وصل

www.yabahu.com



ہے۔ جو مرشد اسم اَللّٰہ ذات کی مشق (وجودیہ) سے سات روز میں وجود کے سات اعضاء کو پاک نہیں کرتا۔ اصل سے وصل نہیں کھولتا۔ اور ابدی نعمت کا ہر مقام نہیں دکھاتا۔ طالب کو گنج لایحتاج نہیں بنا دیتا۔ وہ مرشد کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو تیلی کا بیل ہے۔ (جو ہزار چکر کاٹنے پر بھی کچھ فاصلہ طے نہیں کرتا)۔ وہ معرفت پروردگار سے بے خبر ہے۔

## بیت

مرشدے باطن جو رکھتا ہے قوت قوی
طالبوں کو کر دیتا ہے حاضر پیش نبی
اس قسم کا مرشد جو ہے با صفا
طالبوں کی روک دے حرص و ہوا
ابتداء و انتہا میں ہے کرم
جو فقر میں آ گیا اس کو نہ غم
فقر فردوس ہے اور فیض فضل حق
خاک (پاء) سے فیض لے جملہ خلق
اول و آخر فقر ہو بس ختم
نفس کشتہ' سوزش دروں اندر تتم
"الف" اللہ پا لیا "ب" بہرہ بس
جس نے طلب غیر کی وہ اہل ہوس

باطن میں مرشد ہونا اور ظاہر میں طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ مرشد اور طالب ہونے میں بڑے سر اسرار پروردگار پوشیدہ ہیں۔ انہیں وہی جانتا ہے جو معرفت اَللّٰه تک پہنچا ہو۔ جس نے معرفت حق کو حاصل کیا ہو' اسے دیکھا ہو۔ اس کی روح نے لذت (معرفت) چکھی ہو۔ اس کے وجود سے نفسانی حرص و ہوا نکل گئی ہو۔ یہ راہ قال اور گفتگو سے تعلق نہیں رکھتی غیر حق (جو کچھ بھی ہے) اپنے دل سے دھو ڈال۔ اَللّٰه بس ماسوئی اَللّٰه ہوس طلب دنیا بدعت کی جڑ اور گناہ کی (اصل) ہے۔ طلب مولیٰ ہدایت راستی راہ ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دنیاتو آخرت کی کھیتی ہے۔ (اس لئے دنیا کو برا جاننا کیسے جائز ہے)۔ دنیا جس میں صبح کی روزی صبح اور شام کی روزی شام کو مل جائے۔ وہی دنیا (مرزعۃ الاخرت) آخرت کی کھیتی ہے۔ (حرص طمع لالچ سے دنیا جمع کرنا آخرت کی کھیتی کیسے ہو سکتی ہے)۔

یہ طریقہ صاحب مدینہ مُحَمَّد اَلرَّسُوْلُ اَللّٰه ﷺ کا ہے۔ دنیا جمع کرنا کافروں (فرعون' نمرود' قارون) کا کام ہے۔ ایسے نابینے احمق! حلال دنیا کا تو حساب ہوگا اور حرام پر عذاب ہوگا۔ ایک لاکھ اسی ہزار یا کم زیادہ تمام پیغمبراں عظام نے (عموماً) اور مُحَمَّد رَسُوْلَ اَللّٰه ﷺ۔ پیغمبر خدا نے خصوصاً فرمایا ہے۔ قال النبی ﷺ ۔ تَرْکُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ ترک دنیا تمام عبادتوں کی بنیاد ہے۔ اور حب دنیا کل خطاؤں کی اصل ہے۔ (حصول دنیا کے لئے) حیلہ جوئی سراسر ہلاکت ہے۔ جھوٹ اور حیلہ بہانہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں چلتا۔ میری حجت قرآن



شریف ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں دنیا کو کسی جگہ عزت نہیں دی گئی۔ قَوْلَهٗ تَعَالٰى۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ کہہ دیجئے۔ (یارسول اللّٰه ﷺ) کہ دنیا تھوڑے عرصہ کی متاع ہے۔ (پ۵ ع۸) (بالآخر دنیا کا مال و اسباب ایک دن چھوڑ دینا ہے تو اس سے محبت کیسی؟)

فقیر کے دشمن تین شخص ہوتے ہیں اور یہ تینوں ہی دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔ ایک منافق دوسرا حاسد تیسرا کافر۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَلدُّنْيَا لِلسَّلَاطِيْنِ وَالْكَافِرِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالْمَسَاكِيْنَ۔ دنیا بادشاہوں اور کافروں کے لئے ہے اور عاقبت متقین اور مساکین کے لئے ہے۔ قال النبی ﷺ ۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ۔ یا اللہ مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ۔ اور حالت مسکینی میں موت دے۔ اور میرا حشر بھی مساکین کے گروہ کے ساتھ کرنا۔ قال النبی ﷺ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا۔ یا اللہ مجھے مظلوم بنا ظالموں میں شامل نہ کر۔ مرد وہ ہے جو ہر حال میں اپنے نفس کا خود انصاف کرے۔ (کہ کہیں وہ ظالموں میں شامل تو نہیں ہو گیا)۔ نفس پرست تو ہر کوئی ہے۔ خدا پرست (ہی) کم ہیں۔ اللّٰه بس ماسوئی اللّٰه ہوس۔

صاحب نظر ازلی متقی کے مراتب یہ ہیں کہ وہ خاص و عام کے مرتبہ سے باخبر ہوتا ہے۔ قَوْلَهٗ تَعَالٰى۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ہدایت ہے۔ متقین کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ بعدازاں طالب اللّٰه کو ذکر فکر کی تلقین اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے۔ جس سے (مقام) روز

www.yabahu.com

ازل میں علم فیاض فضل نصیب ہو جاتا ہے۔

شیطان لذات نفسانی میں مبتلا کرکے۔ (خواہشات کا بندہ بنا دیتا ہے۔) (شیطان) ریاکاری سکھا کر زوال پذیر کر دیتا ہے۔ (دنیا) طمع سے لوگوں کو اپنے اوپر مائل اپنی (محبت) میں مبتلا اور دیوانہ بنا دیتی ہے۔ جب دنیا دار نفس شیطان اور دنیا (تینوں) کے ساتھ یکتا و یگانہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اسے گناہ بلا اور ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ گناہ و معصیت میں اس قدر غرق ہو جاتے ہیں کہ اپنے آپ کو گناہ گار جانتے ہوئے بھی۔ گناہ' معصیت اور خواہشات نفسانی سے باہر نہیں نکل سکتے۔ لیکن توفیق الٰہی سے بحق رفیق مرشد کامل ان زندیقی مراتب سے باہر نکال لیتا ہے۔ ہر مرتبہ سے بہتر برگزیدہ درگاہ (مرتبہ)' یگانگت (باخدا) قرب اَللّٰہ (حاصل کرنا) دنیا اور اعمال دنیا عزوجاہ کو ترک کرنا ہے۔

نافرمان نفس ان چار چیزوں سے فرماں بردار اور درست نہیں ہوتا۔

(۱) زیادہ علم پڑھنے سے (۲) زیادہ دنیا جمع کرنے سے (۳) بہت حکمت سے (۴) زیادہ ملک اپنے قبضہ میں لانے سے۔

نفس چار چیزوں سے فرماں بردار ہوتا ہے۔

اول اَللّٰہ کی محبت سے دوم خالص طلب اَللّٰہ سے سوم غرق فنا فی اَللّٰہ سے۔ چہارم ہر کام' عبادت' ریاضت' تقویٰ حسبتہ اَللّٰہ۔ اَللّٰہ کی خاطر کرنے سے۔

ان چاروں کا تصرف (تصور) اسم اَللّٰہ ذات۔ معرفت اور توحید سے حاصل ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آدمی کے وجود میں تین چیزیں ہیں۔

(۱) نفس نجس مردود' جو (دنیا) مردار کا طلب گار ہوتا ہے۔ جو کوئی نفس



مردود کا طالب ہے۔ اس کا خاتمہ شر پر ہوتا ہے۔ اور اس کی عاقبت مردود ہو جاتی ہے۔

(۲) قلب مقصود۔ صاحب زندہ قلب مرتبہ حضوری (دائمی حیات الہام اور روشن ضمیری) حاصل کرلیتا ہے۔ وہ ہمیشہ ذکر اَللّٰہ میں مسرور رہتا ہے)

(۳) روح محمود ہے۔ طالب مُحَمَّدْ مصطفیٰ ﷺ کو ہی (مرتبہ) محمود نصیب ہوتا ہے۔ طالب محمود کا خاتمہ بالخیر اور اس کی عاقبت محمود ہوتی ہے۔

اے ہوش مند تجھے کونسی چیز پسند ہے؟ تمام دنیا کو ترک کرنا۔ اللّٰہ کی راہ میں فی سبیل اللّٰہ خرچ کرنا اور تارک فارغ ہونا یہ آسان کام ہے' کچھ مشکل نہیں۔ یا ترک دنیا کے بعد دوبارہ دنیا میں غرق ہو جانا۔ جس سے دوبارہ باہر نکلنا اور تارک ہونا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن جسے خدا تعالیٰ پر اعتبار ہے۔ اس کے لئے یہ دونوں کام آسان ہیں۔ کیونکہ اس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہوتے ہیں۔ (اسی لئے وہ فی سبیل اَللّٰہ مال خرچ کرنے میں بخیل نہیں ہوتا)۔ یہ مراتب فقیر حاکم اولی الامر کے ہیں۔

جان لو! کہ نفس کی رجعت' معصیت شیطان' اور حوادث خلق سے باخبر رہنا (فقیر کے لئے ضروری ہے)۔ عالم کی آفات اور رجعت طمع میں ہے۔ فقیر کی آفات و رجعت رجوعات خلق میں ہے۔ جب بادشاہ اور امراء کسی کے مرید ہو جاتے ہیں۔ تو اس (پیر) کا نفس انانیت اور ہوا سے (متکبر) ہو جاتا ہے۔ جو اسے مغرور اور قرب خدا سے روک دیتا ہے۔ دنیا دار کی آفات اور رجعت بخل میں ہے۔

کامل مکمل اکمل مجموعہ جامع التوحید (فقیر) کی تمامیت کیا ہے؟

جان لو! کہ مرشد کامل سات چیزوں سے پختہ ہوتا ہے۔ جن کو ہفت گنج

www.yabahu.com

کہتے ہیں۔ جو (ہفت) اندام آدمی کے لئے (تصرفات) کی کلید ہیں۔

اول - توجہ دوم - توحید سوم - تصرف چہارم - تصور
پنجم - تفکر ششم - تجلی ہفتم - تسلی۔

جو صاحب توجہ ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ شخص مشرق میں ہو اور دوسرا شخص مغرب میں ہو۔ وہ بحکم الٰہی عزرائیل علیہ السلام کی طرح اس کی جان قبض کرسکتا ہے۔ جس سے وہ شخص مرجاتا ہے۔ اگر اس قسم کے صاحب توجہ کے پاس کسی کا نصیبہ (ازلی) موجود ہو تو خواہ اس نے (صاحب نصیبہ) کو دیکھا بھی نہ ہو اور نہ اس کے متعلق کچھ سنا ہو۔ وہ توجہ سے ہی اس کا نصیبہ اس کو عطا کردیتا ہے۔ جس سے وہ طالب ولی اَللّٰہ اور حبیب (خدا) ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ میں کامل توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ہیں تو نفس کے تابع اور اپنے آپ کو کہلواتے صاحب توجہ ہیں۔ ایسے کام اور (دعوے) جاہل نامعقول اور نارسیدہ لوگوں کے ہوتے ہیں۔ توجہ کے مراتب عظیم ہیں۔ توجہ میں رب کریم کے سر اسرار ہیں۔ توجہ انبیاء علیہ السلام اور اولیاء عظام کی قدیم راہ ہے۔ توجہ مہر بامہر۔ قہر باقہر' آئینہ با آئینہ' معائنہ با معائنہ معما با معما ہوتی ہے۔ اَللّٰہ بس ما سویٰ اَللّٰہ ہوس۔ توجہ دل کے اندر سے ہوتی ہے۔ جسے نور رب حضور کہتے ہیں۔ توجہ کو خطرات ایسے ہی خراب کردیتے ہیں۔ جیسے باغ کے پھولوں کو خزاں۔

تنور لالہ و (گل) سے خزاں نے سر اٹھایا
کہ باغبان نے رخنہ دیوار کو پھولوں سے سجایا

توجہ کے کیا معنی ہیں؟ وجہ چہرے کو کہتے ہیں اور "ت" درمیان میں پردہ

www.yabahu.com



ہے یہ پردہ اٹھا کر ہر کام کو اپنے رو برو لے آتے ہیں۔ وجہ با وجہ مشاہدہ بامشاہدہ۔ جب فقیر توجہ مع اَللّٰہ میں غرق ہوتا ہے۔ اور حضوری مجلس کی طرف رجوع کرتا ہے تو حضرت مُحَمَّد رسول اَللّٰہ ﷺ بھی اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو وہ اس آیت کریمہ کے موافق اَللّٰہ تعالیٰ کا فقیر بن جاتا ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی - وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔ یارسول اَللّٰہ ﷺ اپنے آپ کو ـــــ ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھئے۔ جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اس کے چہرہ (کا دیدار چاہتے ہیں)۔ اور جو لوگ دنیا کی زینت (پر فریفتہ) ہو کر (عارضی مفاد کی دوڑ میں بھٹکے ہوئے ہیں) ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھئے اور ان لوگوں کا ساتھ اختیار نہ کیجئے۔ جن کے قلوب کو ہم نے ذکر (اَللّٰہ) سے غافل کر رکھا ہے۔ اور آپ (خواہشات کے بندوں) کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ جو حد سے گزر گئے ہیں۔ (پ ۱۵ ع ۱۶)

جان لو! کہ عارف باللہ صاحب کل کو لذت بھی ذات کل سے ہے۔

جان لو! کہ چار لذتیں جز میں جو کل کی لذت سے باز رکھتی ہیں۔

اول طرح طرح کے لذیذ کھانوں کی لذت۔

دوم عورت سے مجامعت کی لذت۔

سوم حکومت شاہانہ کی لذت کہ یہ سرتاپا لذت دنیا ہے۔

چہارم مطالعہ علم کی لذت۔

تمام عمر مطالعہ اچھے برے کی تمیز میں صرف کردی۔ لیکن افسوس ہزار بار افسوس کہ معرفت۔ مشاہدہ نور حضور، تجلیات ذات سے مقرب اَللّٰہ نہ ہوا۔ اے نادان عالم مرتے وقت معرفت الٰہی کے لئے ہزار غم کھاؤ گے۔ ٹھنڈی آہیں بھرو گے۔ آہ آہ کرو گے۔ (اس لئے بہتر ہے) کہ کسی مرشد کامل کو ڈھونڈو اور رفیق راہ بنا لو جو معصیت شیطانی اور گناہ سے تمہاری نگہبانی کرے۔ جس وجود میں معرفت اَللّٰہ کی لذت آجاتی ہے۔ تو زندہ وجود سے یہ چاروں لذتیں نکل جاتی ہیں۔ بعدازاں معلوم ہوتا ہے کہ لذت خدا (رسیدگی) کیسی لذت ہے۔ جس سے روح عزیز کو راحت ملتی ہے اور بے تمیز نفس (اپنی خواہشات لذات) سے مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے۔ یعنی خلاف علم تمام حجاب ہے اور اخلاص ہمہ صواب ہے۔ پس حضرت علم کا فرمان ہے کہ نفس امارہ کو قتل کرو۔ شیطان کو اپنا (کھلا) دشمن سمجھو۔ شیطان کے ساتھی نہ بنو اور دنیا کو ترک کردو کیونکہ ترک دنیا کل عبادتوں کی بنیاد ہے اور دنیا کی محبت کل برائیوں کی جڑ ہے۔ اَللّٰہ تعالیٰ کی طلب کر یہ عطا فیض، فضل اَللّٰہ، قرب معرفت حق مرشد کامل واصل سے حاصل ہوتی ہے۔ بہت علم پڑھنا فرض نہیں ہے۔ گناہوں سے باہر نکلنا۔ تقویٰ اختیار کرنا۔ خدا تعالیٰ سے ڈرنا، اور راہ راست سے (حق کو ملانے والے) مرشد کی طلب کرنا فرض عین ہے۔ عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

جان لو! کہ آدمی کے وجود میں اکتالیس خزانے موجود ہیں۔ جن میں بیس ظاہری اور بیس باطنی ہیں۔ اگر ان خزانوں میں سے جمعیت کا خزانہ مل جائے تو (فقیر) لایحتاج ہو جاتا ہے۔ کامل کو انسان کہتے ہیں۔ ورنہ بے جمعیت



(شخص) تو حیوان پریشان ہے۔ کامل انسان انبیاء اولیاء ہیں۔ دوسرے جو نفس و ہوا کے بندے ہیں۔ ان کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ قَوْلُہٗ تَعَالیٰ ۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا۔ وہ حیوان ہیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ دو خزانوں سے باطن کے تمام خزانے کھل جاتے ہیں۔ دو ظاہری خزانے ہیں۔
ایک صحت جان (تندرستی)۔ دوسرے تمام جہان پر غالب آنا جو محض توفیق الٰہی ہے۔

## بیت

تنگ دستی سے کیوں روتا ہے تو
تندرستی بے قیاس دولت ہے

---

گنج توفیق سے ظاہر گنج علم ۔ گنج عمل ۔ گنج حلم ۔ گنج حکمت ۔ گنج عقل ۔ گنج توکل ۔ گنج صبر ۔ گنج شکر ۔ گنج جمعیت ۔ جب (ان تمام خزانوں کی جامع جمعیت کا گنج ہاتھ میں آتا ہے تو اہل دنیا۔ دنیا کے خزانے، غلام و فرماں بردار اور (فقیر) کے حکم میں آجاتے ہیں۔ اور وہ اَللّٰہ کے کرم سے غنی ہو جاتا ہے۔ اور (ہفت) اقلیم کی بادشاہی سے بڑھ جاتا ہے۔ وہ دو گنج جن سے ہر ایک باطنی خزانہ کھلتا ہے یہ ہیں۔

ایک گنج حاضرات دعوت قبور کا جس سے ہر ایک انبیاء اولیاء اَللّٰہ سے ملاقات اور مصافحہ کیا جاتا ہے۔

دوسرا گنج تصور اسم اَللّٰہ ذات کا جو محض معرفت توحید نور کا استغراق ہے۔ جس سے مطلق مشاہدہ (نور) ربوبیت کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جس

سے دوسرا ہر ایک باطنی خزانہ الہام' مقام' ذکر مذکور ذات صفات' متبرکات مجلس مُحَمَّدِیؐ ﷺ سرور کائنات نصیب ہو جاتے ہیں۔ اور اسی طرح سعادت عظمیٰ اور مراتب اولیاء کھل جاتے ہیں۔ مرشد وہ ہے جو پہلے ہی روز طالب کو اکتالیس گنج نصیب کر دیتا ہے۔ مرشد کامل اَللّٰہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوتا ہے۔ ولی اللّٰہ ہوتا ہے۔ اَللّٰہ کے راہ کی ہدایت دینے والا نافع المسلمین ہوتا ہے۔ وہ خلقت کا رہنما اور لائق ارشاد ہوتا ہے۔ جس مرشد میں یہ صفات نہ پائی جائیں وہ طالبوں کا راہزن اور خام ہے۔

اول جو کوئی ذکر قلبی کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں ذاکر قلبی ہوں۔ اسے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دو گواہ (پیش کرنا چاہئیں)

اول (گواہ) یہ کہ وہ صاحب نظر ہو جس سے وہ کفر کا زنار توڑ سکے۔

دوم گواہ یہ کہ اس کی نظر سے (طالب کے وجود میں) اول تصدیق قلبی پیدا ہو جائے اور قلب غلبات ذکر جو ہر نور سے بزبان (خود)۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرنے لگے۔

یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ لیکن مشکل ہے تو یہ کہ تصور اسم اَللّٰہ ذات سے بیک نظر معرفت تمام کو پہنچا دے۔ ذکر جوہر قلب ہے قلب جوہر جان ہے اور جان جوہر ایمان ہے۔ مسلمان اسے کہتے ہیں جو اپنا مال' اولاد اور اپنی جان اَللّٰہ کے نام پر (فی سبیل اللّٰہ) تصرف کر دے۔ یہی جوہر ایمان ہے۔

## رباعی

وہ در شہوار جس کو فخر سے کہیں افسر    اور حال شکستہ میں کہلائے وہ (اصغر)
عجب یہ گوہر دل ہے کہ (واللّٰہ)    جتنا یہ شکستہ ہو اتنا ہی ہے بہتر



## رباعی

کبر نہ کر اور ہوس نہ کر دل سے    کہ کبر سے کوئی پہنچا نہیں منزل پہ
زلف محبوب کی مانند شکستہ ہو جا    تاکہ ہزاروں دل قیدی کر لے اک دم سے

---

میں نے کہا کہ وہ شکستہ ہو کر آئے    یا وہ درکنوں کی مانند آئے
میں نے کہا میں جو بھی کہوں    اگر ٹوٹ نہ جائے کیسے باہر آئے

پس معرفت الٰہی کی بات بڑی ہے اور تنگ حوصلہ کا منہ چھوٹا ہے وہ کیا کرے؟ (اسے چاہئے) کہ وہ ہر سخن پر اپنا سر پتھر (دل) پر مارے اور وجود میں سنگ دل سے لعل معرفت نکالے۔ اس بات کو وہی جانتا ہے جو اس مرتبے تک پہنچا ہو اور جس نے اسے دیکھا ہو۔

جان لو! کہ ذکر کی چار اقسام ہیں۔

**(۱) ذکر نفس (۲) ذکر قلب (۳) ذکر روح (۴) ذکر سر۔**

**(۱) ذکر نفس :** اَللّٰہ تعالیٰ کے زبانی ذکر کو ذکر نفس کہتے ہیں۔ جس کا مقصود لذات نفسانی حصول عزوجاہ' مسخرات مخلوقات' فرشتوں' موکلات' جنات کو تابع کرنے اور ترقی زرومال دنیاوی عزت کا حصول ہے۔ ذاکر قلبی کیلئے (ان دنیاوی ناسوتی مراتب کے حصول کے لئے ذکر کرنا) حرام ہے۔ جو لوگ (جس

www.yabahu.com

دم) سے ذکر کرتے اور (قلب کو حرکت) دیتے ہیں وہ مطلق حوادثات' خطرات اور غم کا شکار ہو جاتے ہیں بلکہ یہ رسم رسوم اہل کفار (بت پرستوں) کی ہے۔

(۲) ذکر قلب: جو قلب ذکرُ اللہ میں (زبان کھولتا) ہے۔ وہ انتہائی تصفیہ کے باعث شاد و (کامران) ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ذوق و شوق و محبت طلب و طاعت میں رہتا ہے اور اسے توفیق و صدیق حاصل ہوتی ہے۔ بس اس قسم کا ذاکر ولی صدیقوں کا ہوتا ہے۔

(زبانی اور نفس کا جس) ذکر خام خیالی — طلب دنیا مطلق جہالت پریشانی اور زوال کا باعث ہے۔ ان ہر دو اذکار کے ذاکر رجعت خوردہ ہو جاتے ہیں۔ اور ذکر کی رجعت یہ ہے کہ ذکر کے شروع میں اس قدر دنیا اور مخلوقات جمع ہو جاتی ہے اور اس قدر (عزت) و ناموس مل جاتی ہے کہ دنیاوی شیطانی خواہشات (فقیرکو) جمعیت باطنی' مرتبہ رحمانی اور خدا تعالیٰ سے دوری کا باعث بن جاتی ہیں۔ ذکر قلبی بوقت موت نجات اور زندگی میں روشن ضمیری کا وسیلہ ہے۔ جس سے ثابت قدمی اور نفس پر امیر (حاکم) ہو جاتا ہے۔ یہ ذاکر قلبی کے مراتب ہیں۔ جس سے ذاکر کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ ذکر (قلبی) سے فنائے نفس فیض حاصل ہوتا ہے۔ جس سے صاحب نظر بن جاتا ہے۔

(۳) ذکر روحؔ: جو روح حق تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ وہ ایک دم میں دس لاکھ منزل و مقامات طے کرتی ہے۔ روح خوشبودار ہوا کی مثل ہے۔ جو ہمیشہ ذکر و تسبیح میں مشغول رہتی ہے۔ روحی ذاکر کو مشاہدہ' معرفت الٰہی' ہر روح کے ساتھ مجلس ملاقات اپنے اپنے مراتب اور مقام پر صحیح ہے۔ روح مثل لوح روشنی بخش ہے۔ بد نظر اللہ منظور اور روحانی کو مثل آفتاب ہر جگہ



حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ روح ایمان کا سرمایہ نور ہے۔ جب یہ نور قدرت الٰہی سے نفس پر وارد ہوتا ہے تو نفسانی (نفس) پر قادر حضرت رابعہ ؒ اور حضرت بایزید ؒ کی طرح نیک اور سعادت مند ہو جاتا ہے۔

(۴) ذکر سری: میں پردۂ اسرار جو بندے اور رب کے درمیان موجود ہے' کھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا (نور) بے حجاب اور عین بعین دکھائی دینے لگتا ہے۔

## بیت

اپنے بندے کو الٰہی دیدۂ دیدار دہ    نفس کو کبر و ہوا کو قتل کردوں طاقت دہ
عارفوں کو راز وحدت عین بس    ان مراتب کو کب پہنچے اہل ہوس

---

جب قلب ذکرُ اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے۔ تو دل کی کدورت اور زنگار دور ہو جاتا ہے اور (قلب) صیقل ہو کر روشن ہو جاتا ہے اور تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر سے (صاحب ذکر قلبی) روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ جب دل روشن ضمیر ہو جاتا ہے تو نافرمان نفس (وجود) کے قید خانہ میں قیدی بن جاتا ہے۔ اور ولایت وجود پر روح بادشاہ اور حاکم ہو جاتی ہے۔ جس سے وجود کو جمعیت اور آرام نصیب ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ طالب اللہ کو یہ قدرت اور طاقت نہیں ہوتی کہ ذکر اسم ذات اللہ (کے تصور) کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ قرآن مجید کی آیات اسماء الحسنیٰ اور ننانوے نام باری تعالیٰ حبرکات کو حاصل کرسکے اور نہ ہی طالب انسان میں جو مخلوق ہے کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ توجہ' تفکر' تصور اور تصرف سے غیر مخلوق (اسم اللہ) پر غالب آ سکے۔ البتہ

www.yabahu.com

مخلوق پر (تصور اسم اَللّٰہُ اور ذکر) کے غلبات کی تاثیر سے (طالب کا) قلب زندہ ہو جاتا ہے تاکہ ان چار پرندوں کو اپنے وجود میں ذبح کرے .......

(۱) شہوت کا مرغ (۲) ہوا کا کبوتر (۳) حرص کا کوا (۴) زینت کا مور

جب ان چاروں پرندوں کو وجود میں ذبح کرلیتا ہے تو قلب و قالب ابدالا باد کے لئے زندہ ہو جاتا ہے۔

## بیت

خلق جانتی ہے مردہ جسم کو بس زیر خاک
قبر لحد خاک ان کی نور سے ہے پاک (پاک)

زندہ قلب قالب والا اپنے جثہ (نوری) کو قبر سے باہر نکال کر لامکان میں لے جاتا ہے اور حق تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور اس آیت کریمہ کے بموجب اس کی ممات اور حیات برابر ہو جاتی ہے۔

قَالَ تَعَالٰی - وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○ (سورہ بقرہ ۲۶۰)

جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے میرے رب مجھے دکھادے کہ تو مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین تو ہے لیکن اطمینان قلبی چاہتا ہوں۔ حکم ہوا چار



پرندے لیجئے ان کے ٹکڑے (قیمہ کرکے) پہاڑوں پر رکھ دو۔ انہیں بلاؤ۔ وہ دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ پس جان لو کہ اَللّٰہُ تَعَالٰی حکمت والا غالب ہے۔

## بیت

فرشتہ کو نہیں قدرت نہ راہ
لی مع اَللّٰہ پر ہے عارف کی نگاہ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَّا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔ میرے لئے مَعَ اللّٰہ کا ایک ایسا وقت ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں۔

## بیت

پاء سر ہوا سرپاؤں بنا سفر ہے یہ سر کے بغیر
سر کے بغیر سامنے اس کے کوئی کیسے مارے دم

مَشْیٌ عَنِ الرَّاْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ۔ (اس راہ میں) ۔ قدموں کے بغیر سر کے بل چلتے ہیں۔ یہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهِ کے مراتب ہیں۔

جس نے زندگی میں (موت کے مراتب) طے کرلئے اور جو فقیر (تصور) موت میں زندہ ہوگیا۔ اسے دنیا و آخرت میں نجات مل گئی۔ (ایسا شخص) طریق تحقیق سے دائمی طور پر حضرت مُحَمَّد الرَّسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ

www.yabahu.com

عَلَیہِ وَسَلَّمْ کی حضوری مجلس سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب قادری سروری جامع العلوم مقام حی و قیوم میں فنا فی اللہ کے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا ان مراتب کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

**بیت**

| | |
|---|---|
| بے سر کو حاصل ہو سرِ سرِ خدا | سر سرے بہتر ہے جس میں حاصل ہو بقا |
| سر کی صورت شکل انسان سر بسر | سراور سرجب ایک ہوں حاصل ہو نظر |
| یہ کب انسان ہے بے حکمت بے آواز | سر حکمت جس کو حاصل وہ ہوا اہل راز |
| باھو سر بھی دیکھ اسرار بھی اور راز کن | راز کن سے سب ہنر سن لو تم آواز کن |

---

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ - کُنْ فَیَکُوْنُ ؕ ـــــ ہو جا۔ پس ہو گیا۔ اَللّٰہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

جس نے ظاہر آنکھ بند کر کے غرق اختیار کیا۔ اس کے دل کی آنکھ کھل گئی۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ - اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ ؓ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اے علی ؓ اپنی آنکھیں بند کیجئے اور اپنے دل میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ سنئے۔



# باب چہارم

## تصور تصرف مشق اسم اَللّٰہ ذات

اگر کسی کی زبان سیف اللہ ہے وہ قتل قاتل کے الفاظ کی ترتیب سے آگاہ ہے۔ اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ دعوت ورد وظائف اور دعائے سیفی پڑھے۔ اگر وہ توحید سے توجہ کی تلوار سونتے تو تمام عالم کو قتل خراب کر ڈالے۔ اس قسم کا فقیر صاحب عمل، عامل کامل (لوگوں کی تکالیف برداشت کرتا ہے لیکن کسی کو آزار نہیں پہنچاتا) وہ بے نیاز ہوتا ہے۔

**بیت**

جس کو خالق پاک خود پسند کرتا ہے
مخلوق پسند کرے نہ کرے وہ کس سے ڈرتا ہے

---

فقیر مخلوقات کی غیبت و ملامت کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ لیکن خلقت کو نہیں ستاتے۔ جو کوئی فقیر پر (ظلم) و ستم کرتا ہے۔ وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ (کیونکہ وہ اَللّٰہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نعوذ بِاللّٰہ)۔ اس کے خون کا زوال اور وبال اس کی اپنی گردن پر ہوتا ہے۔

www.yabahu.com

## بیت

ہر کام میں (فقیر) سے ڈرتا رہ
کہ وہ کنہ کن کا محرم ہوا ہے

---

جو کوئی فقر مُحَمَّدِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو خالی' بے برکت' بے باطن' بے قوت جانتا ہے۔ وہ خود خالی' بے برکت' بے باطن' بے طاقت ہو جاتا ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ۔ کُلُّ اَنَآءٍ یَّتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ جس برتن میں جو ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔

جو فقیر تصور اسم اَللّٰہ ذات سے غرق حضور جانتا ہے۔ مراتب دعوت القبور روحانی سے الہام اور ملاقات اسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کا فقیر ملک پر حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ ان مراتب والے فقیر کو جامع الجمعیت کہتے ہیں۔ جس فقیر کو جمعیت کے یہ مراتب حاصل نہ ہوں۔ وہ فقیر کے سلک سلوک اور اس کی کتابوں سے خارج ہے۔ وہ فقر مُحَمَّدِیْ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے سلک سے خارج اور دور خوار تر' نفس پرست اور خود پسند ہے۔ جو فقیر قرب اَللّٰہ پر نظر رکھتا ہے۔ نہ کہ اس کی فقیری بادشاہ سے طمع کی (غرض سے ہے)۔ وہ بادشاہ سے بہتر ہے۔ جو کوئی دعوت دنیا کی طمع کی خاطر پڑھتا ہے۔ جان لو! کہ وہ ناقص ہے کہ ابھی دعوت کے سلک سلوک (کی غرض و غایت) سے ہی واقف نہیں۔ جس فقیر کی نظر نگاہ میں اللّٰہ تعالٰی کے غیبی خزانے ہوتے ہیں۔ وہ مرشد کامل ہے۔ جو علم کی حقیقت کو جانتا اور اسے پڑھتا ہے (کامل فقر) طالب خام کے وجود کو اسم



اللّٰہ ذات کی تاثیر سے یکتا اور یک رنگ بنا دیتا ہے۔ جس سے زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ و مخفی نہیں رہتی۔ یہ طالب کی جمعیت (نفس) کے مراتب ہیں۔

دیگر یہ کہ مرشد کامل نظر سے ہی طالب اللّٰہ کے تانبہ وجود کو سیم و زر بنا دیتا ہے۔ ہدایت سے غنایت نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ مراتب بھی طالب اللّٰہ کی جمعیت قلب کے ہیں۔ (مرشد کامل کی نگاہ کی تاثیر سے طالب کے) قلب میں بجز لَاسَوَی اَللّٰہ کچھ باقی نہیں رہتا۔ وہ نہ تو کوئی غلطی کرتا ہے۔ نہ ہی اس کو رجعت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کو زوال اور طلب (احوال) ہوتا ہے۔ یہ مراتب بھی جمعیت (قلب) کے ہیں۔

اسم اَللّٰہ ذات کا بارگراں ہر دو جہان کے چودہ طبقات سے گراں تر ہے۔ کہ اسم اللّٰہ ذات کے تصور کے شروع میں ہی لوح و قلم' عرش و کرسی سب کچھ کانپ جاتا ہے۔ مقرب فرشتے' موکلات' حاملان (عرش) حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور اٹھارہ ہزار عالم خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ وسیع حوصلہ (طالب اللّٰہ) کا نفس امارہ بود سے نابود اور فنا فی (نور) اَللّٰہ میں فانی ہو کر (بقا پالیتا ہے)۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فنا کر لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پالیا۔ اس (مقام) پر طرح طرح کے انوار کی تجلیات ہوتی ہیں (طالب اللّٰہ) غرق نور اور مشاہدہ حضور میں مسرور ہوتا ہے۔ یہ مراتب بھی جمعیت کے ہیں۔ اس وقت ازل کی آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ قَالُوْا بَلٰی ــــ سنائی دینے لگتی ہے۔ (اسم اَللّٰہ کے تصور کا) یہ طریقہ حق ہے جو (طریقت الحق) سے حق تک پہنچا دیتا ہے۔ اللّٰہ بس ماسوی اَللّٰہ ہوس۔

یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ شیطان عالم و فاضل ہے۔ وہ اتنا علم رکھتا ہے کہ تمام فرشتوں کو علم تعلیم کیا کرتا تھا (معلم الملکوت مشہور تھا)۔ تعلیم علم کا سب سے پہلا استاد وہی ہے۔ اس کے برعکس حضرت آدم علیہ السلام کو ظاہری علم نہ تھا۔ (آدم علیہ السلام کو علم ظاہر و باطن خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا)۔ علم تصور اسم اللہ ذات سے روح کو روشنی نصیب ہوئی۔ اور علم باطن توحید معرفت الٰہی سے وہ شیطان اور فرشتوں پر غالب آئے۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اور آدم علیہ السلام کو اسمائے کل (حروف تہجی کی تیس کلیدات عطا کردیں) پھر انہیں فرشتوں کے سامنے (علمی مقابلہ کے لئے پیش کیا)۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰی - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ۔ ہم نے انسان کو وہ علم عطا کیا جس سے وہ نامعلوم کو جاننے لگا (اور اپنی جسم و جان سے سبحان اللہ کا اقرار کرنے لگا)۔ شیطانی علم۔ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ میں ہی سب سے بڑھ کر ہوں (علم تکبر و غرور) نے شیطان کو قرب الٰہی سے دور تر اور (مردود بنا دیا)۔ اور محبت و معرفت کے علم نے اصحاب کہف کے کتے کو بھی اصحاب کہف میں شمار کروا دیا۔ (علم وہ) ہے جو محبت و معرفت (عطا کرنے) باطل سے باہر نکالے اور معرفت حق میں پہنچا دے۔

## بیت

علم روشن روشنی ہے حق طلب　　بے علم جاہل ہمیشہ حق سے سلب
علم کے ہیں حرف تین سب شرف و کرم　　جس نے طلب علم کی اس کو نہ غم
علم کیا ہے ؟ عین ہو اور عین بیں　　خلاف علم جو بھی ہے وہ الم و حزیں



فَصَدَتِ الْعَالَم فَسَدَتِ الْعَالَمُ۔ یعنی ایک عالم کی خرابی کل عالم (دنیا) کی خرابی کا باعث ہوتی ہے۔ (اصل علم) غیر مخلوق کلام اللہ نور خدا ہے (جو علم لدنی کی صورت فقراء کے سینہ میں لوح ضمیر پر نازل ہوتا ہے)۔ اس قسم کے عالم فاضل وارث الانبیاء ہیں۔ اے اہل ہوا نفس پرست (علم کے دعوئی دار) اس میں دم مت مار۔

## بیت

بَاھُوْ (رحمۃ اللہ علیہ) حضور سے روشن راہ راز مانگ اگر طلب ہو
تاکہ تو ہم جلیس (اَللّٰہ) غرق (نور) رب ہو

---

یہ فیض، عطا، فضیلت، جمعیت کل وجز بھی مرشد کامل سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

اگر کوئی چاہے کہ طالب اَللّٰہ کو یکبارگی۔ مع اَللّٰہ یکتا۔ دریائے توحید میں غرق۔ معرفت الا اللّٰہ میں داخل اور مجلس مُحَمَّدِیْ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی حضوری سے مشرف کروں کہ طالب اللّٰہ بے حجاب اللّٰہ ۔(دیدار الٰہی سے مشرف ہو جائے)۔ اس کے ظاہر و باطن کے تمام اعمال قرب اللّٰہ سے ہوں۔ شب و روز اس کی جان (عشق الٰہی) میں کباب کی مانند جلتی رہے۔ اس کی روح کو فرحت اور نفس کو خرابی (تزکیہ) نصیب ہو۔ تو اسے چاہئے کہ تصور۔ تصرف اور توجہ سے اسم ھُوْ کی مشق مرقوم سر و دماغ میں با ترتیب کرے۔ یہ مشق مرقوم علم حَیُّ و قَیُّوْم سے ہے جو کلید کونین ہے۔

www.yabahu.com

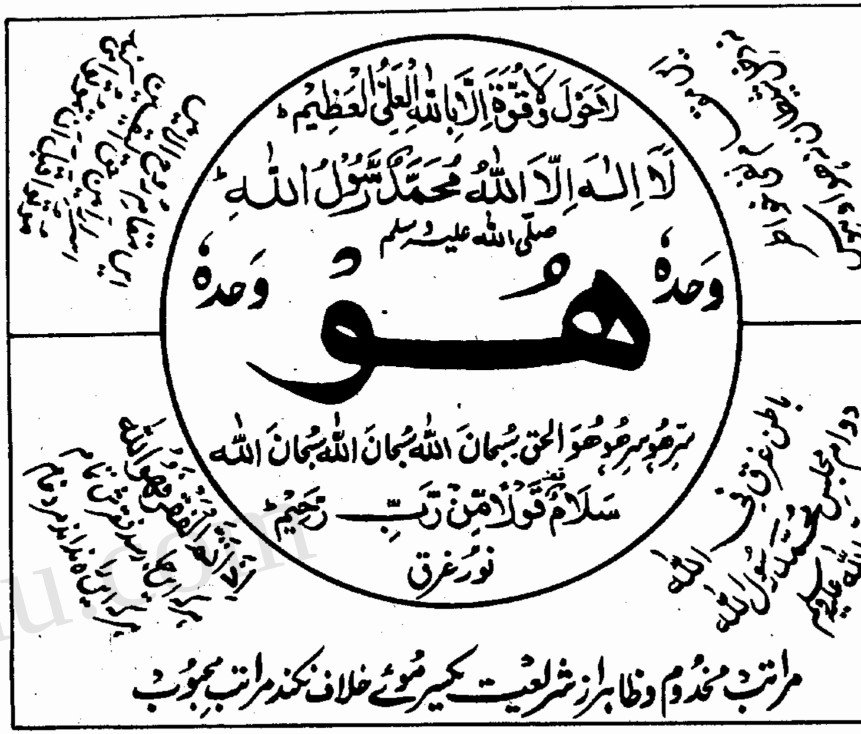


## فقیر کو سات قسم کی نظر (نگاہ) سے پہچانا جا سکتا ہے

اول نظر یہ کہ فقیر کو قرب ربانی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ فقیر قادری (مرید غوث الاعظم جیلانی ؓ) جو مشرق سے مغرب تک کا حاکم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے ہدایت کی عنایت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ملک سلیمانی کی طرف بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اس قسم کی نظر والا بہ نظر اللّٰہ حاضر ہوتا ہے کہ اس کی ایک کیمیا نظر مردہ دل تانبہ کے وجود کو زر (خالص) بنا دیتی ہے۔

دوسری نظر یہ ہے کہ وہ اگر کافر کی طرف نگاہ کرے تو وہ اسی وقت کلمہ



طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر مسلمان ہو جائے۔

تیسری نظر یہ کہ اگر عالم کی طرف نظر کرے اس کا تمام علم اس کے سینہ سے اس طرح لے لیتا ہے کہ تمام عمر کے لئے اس کو بھول جاتا ہے۔ اور (اگر عطا کرے تو ایک نظر) سے علم باطنی معرفت الٰہی اس طرح کھول دیتا ہے کہ چودہ قسم کے علم رسم رسوم پشت ناخن پر دکھا دیتا ہے۔

چوتھی نظر یہ کہ اگر جاہل کی طرف نظر کرے تو اس پر کشف کھل جائے۔ وہ تمام علوم پر غالب ہو جائے۔ علم رسم رسوم۔ رقم مرقوم ہر ایک علم اس پر واضح ہو جائے۔

پانچویں نظر یہ کہ اگر منافق کی طرف نظر کرے۔ وہ نفاق سے نکل آتا ہے۔ اس کا دل مصفیٰ ہو جاتا ہے۔ اس کا دل (عشق الٰہی) میں دیوانہ ہو جاتا ہے اور نفس کو فنائے مطلق حاصل ہو جاتی ہے۔

چھٹی نظر یہ کہ اگر مفلس پر (مہربانی کی نظر کرے) اس کو غنی کر دیتا ہے اور اگر غنی کی طرف (غصہ کی نگاہ سے دیکھے) تو ایسا مفلس بنا دے کہ نہ تو اسے تن کے لئے کپڑا ملے اور نہ پیٹ کے لئے روٹی (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا)

ساتویں نظر یہ کہ اگر الہام مذکور والے کی طرف نظر کرے۔ نور معرفت کے مرتبہ میں غرق کر دے۔ اگر اہل نور کے مرتبہ والے پر نظر کرے۔ اہل حضور بنا دے۔ اگر اہل حضور کے مرتبہ والے پر نظر کرے۔ تو باطن معمور، شوق میں مسرور۔ وجود مغفور۔ وہ جہان کا راہبر۔ جملہ امور پر غالب کر دے۔ جس سے وہ خلقت میں مشہور ہو جائے۔ یہ مراتب جامع مرشد کے ہیں جو مشق تصور اسم اللّٰہ ذات سے صاحب نظر ہوتا ہے۔ عامل کامل کل کو یہ مراتب

www.yabahu.com

توحید کی کلید سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان مراتب کو اہل تقلید کیا جانیں۔ (ایسا مرشد) صاحب باطن اپنے طالبوں کو نظر سے کَفٰی بِاللّٰہِ کی تلقین کرتا ہے۔ جس سے طالب یکبارگی قرب اللہ حضوری میں پہنچ جاتے اور مشاہدہ ربوبیت میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے دل کی کتاب سے تلقین کا سبق حَسْبِیَ اللّٰہُ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے پڑھتے ہیں۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ اور مشاہدہ میں نہ ان کی آنکھ بھٹکی نہ جھپکتی (کا مصداق بن جاتے ہیں)

## بیت

ناظروں کی نظر ہر دم بر اللہ
ہر دم ان کے منہ سے نکلے آہ آہ

---

یہ مراتب حاضر ناظر، نگاہ آگاہ، حضوری راہ، بحفظ اللہ کے ہیں (اس قسم) کی غنایت، عنایت، ہدایت، ولایت، سروری قادری اسرار الحق کو حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی دوسرا اس کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا کذاب ہے۔ کیونکہ قادری طالب مرید حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا اور سلطان بایزید رضی اللہ عنہ سے بہتر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بغیر ریاضت دائمی نماز میں غرق ہوتے ہیں۔ ان کے جسم دنیا میں اور ان کے قلوب آخرت میں ہوتے ہیں۔ اَلصَّلٰوتُ دَآئِمُوْنَ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ۔ وہ دائمی نماز اپنے دل میں ادا کرتے ہیں۔ ان کی شان میں وارد ہوا ہے۔ ان کے مراتب دیکھ کر غوث و قطب بھی حیران و پریشان ہیں۔ وہ خالص فقیر ہیں اور فقیر ان دو صفات سے متصف ہوتا ہے۔



۱- ایک توحید ۲- دوسرے توکل

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ۔ اَلتَّوْحِیْدُ وَالتَّوَکُّلُ تَوْاَمَانِ۔ توحید اور توکل کا جوڑا ہے۔ (توحید اور توکل لازم و ملزوم ہیں)۔

قَوْلَہٗ تَعَالٰی۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرتے ہیں۔

فقیر میں ایک صفت مُحَمَّدِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ موجود ہوتی ہے۔ خلق عظیم جس کے متعلق۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ اپنے اندر اَللّٰہ تَعَالٰی کے (پیدا کردہ) اخلاق (سنت مُحَمَّدِیْ صلی اللہ علیہ وسلم صفت کریم اور اخلاق عظیم) پیدا کرو۔ فقیر میں چار صفات چاروں اصحابہ کبار رضی اللہ عنہم جیسی ہونا چاہئیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا صدق و (صفا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن خطاب جیسا محاسبہ نفسی اور عدل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسی حیاء اور (سخاوت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ جیسا علم، جود (شجاعت اور فقر)

فقیر میں چار صفات (مقرب) فرشتوں جیسی ہونا چاہئیں۔

فقیر کو کرامت و عظمت، جذب و جلالیت، قرب اللہ اور جمالیت سے عزرائیل علیہ السلام جیسا ہونا چاہئے۔

فقیر کو رحمٰن کی طرف سے پیغام، نص حدیث، قرآن کے بیان کی فصاحت حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مانند ہونا چاہئے۔

فقیر کو باران رحمت، جمعیت، آبادکاری میکائیل علیہ السلام کی مانند ہونا چاہئے جس سے حوادث و پریشانی دور ہو جائے۔

www.yabahu.com

فقیر کو مثل اسرافیل علیہ السلام یہ (تصرف) حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ نفی میں سرد آہ کھینچے تو تمام عالم کو خراب و ویران کردے۔ جس فقیر میں یہ دس صفات موجود نہ ہوں۔ تو اسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔ وہ گداگر درویش ہے۔ جو اپنے نفس کی خاطر (دنیا اکٹھی کرنے کے لئے) صدا لگا رہا ہے۔

کشف کی چند دیگر اقسام بھی ہیں۔ علم کے مطالعہ سے قال کا کشف ہوتا ہے۔ کشف ازلی سے احوال منکشف ہوتے ہیں۔ کشف ابدی نیک اعمال سے منکشف ہوتا ہے۔ دنیا کے معاملات کا کشف زوال ہے۔ جو مال و زر اور نقد جنس جمع کرنے کے لئے ہے۔ عقبیٰ کا کشف تقویٰ اختیار کرنے اور نفس پر ستم کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ قَولُهٗ تَعَالٰی - دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ جو شخص اپنے نفس کے لئے ظالم ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

معرفت اَللّٰہ کا کشف نور حضور کے مشاہدہ۔ قرب اور وصال سے حاصل ہوتا ہے۔ جس میں لاسویٰ اَللّٰہ سے (فقیر مکمل طور پر نکل آتا) ہے۔ ہر قسم کا کشف اس وقت تک خام ہے جب تک مرشد کامل طالب پر مقام کشف کھول نہ دے اور طالب کو کشف سے مقامات کی حقیقت دکھا نہ دے۔ مطلب یہ کہ جس طالب کو اسم اَللّٰہ ذات کا تصور باطل سے باہر کھینچ کر معرفت حق میں لے جائے اور مجلس انبیاء اولیاء اَللّٰہ میں پہنچا دے تو یہی (صحیح) کشف ہے۔ کشف و کرامات جس سے مراد دنیاوی عزوجاہ حاصل کرنا ہو وہ سب کا سب استدراج ہے۔

www.yabahu.com

## بیت

جس کو حاصل کشف نور حضور ہوا    وجود اس کا سرتاپا سب نور ہوا



وہ کسی سے رکھتا نہیں کوئی طلب    دل غنی جب ہو گیا پھر اَللّٰہ بس

---

جان لو! کہ تصور اسم اَللّٰہ ذات سے قرب اَللّٰہ، مشاہدہ نور، الہام، جمال بھی کشف ہے۔ تصور اسم اَللّٰہ ذات سے معرفت، وصال، پیغام بھی کشف ہے۔ تصور اسم اَللّٰہ ذات سے الا اللّٰہ کی معرفت بھی لازوال کشف ہے۔ دعوت القبور میں تصور اسم ھو سے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہنا اور روحانی سے ہم کلام ہونا بھی کشف ہے۔ اس قسم کے تمام کشف شریعت نص (قرآن و حدیث) کے موافق صحیح ہیں۔ جس میں (نفس) کو تسبیح اور ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تلوار سے ذبح کیا جاتا ہے۔

---

# باب پنجم

## دربیان نودونہ نام باری تعالیٰ

اَللّٰہ تعالیٰ کے ننانوے نام ننانوے کلیدات ہیں۔ ہر ایک کلید سے حاضرات اسم منکشف ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک اسم سے تمام دینی و دنیاوی مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک دائرہ میں ہدایت کی ولایت اور غنایت کا خزانہ ہے۔ جس نے دائرہ ذات سے اسمائے صفات کو نہ پایا۔ سمجھ لو کہ وہ ظاہری اور باطنی سے بے دانش و بے شعور ہے۔ ایسا شخص فقروفاقہ عاجزی محتاجی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہوگا۔ توحید و معرفت الٰہی سے محروم رہے گا۔ یہ بات مرشد کامل عارف باللہ صاحب مسما اسم بامسمی کو حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص کلید حاضرات سے آگاہ اور معرفت کی توجہ جانتا ہے۔ وہی مرشد کامل اہل توحید ہے۔ ورنہ ناقص اہل تقلید ہے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

**هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ**

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| تصرف<br>یَا اَللّٰہُ<br>کلید | تصرف<br>یَا رَحۡمٰنُ<br>کلید | تصرف<br>یَا رَحِیۡمُ<br>کلید | تصرف<br>یَا مَلِکُ<br>کلید | تصرف<br>یَا قُدُّوۡسُ<br>کلید |
| تصرف<br>یَا سَلَامُ<br>کلید | تصرف<br>یَا مُؤۡمِنُ<br>کلید | تصرف<br>یَا مُهَیۡمِنُ<br>کلید | تصرف<br>یَا عَزِیۡزُ<br>کلید | تصرف<br>یَا جَبَّارُ<br>کلید |
| تصرف<br>یَا مُتَکَبِّرُ<br>کلید | تصرف<br>یَا خَالِقُ<br>کلید | تصرف<br>یَا بَارِئُ<br>کلید | تصرف<br>یَا مُصَوِّرُ<br>کلید | تصرف<br>یَا غَفَّارُ<br>کلید |
| تصرف<br>یَا قَهَّارُ<br>کلید | تصرف<br>یَا وَهَّابُ<br>کلید | تصرف<br>یَا رَازِقُ<br>کلید | تصرف<br>یَا شَکُوۡرُ<br>کلید | تصرف<br>یَا عَلِیُّ<br>کلید |
| تصرف<br>یَا کَبِیۡرُ<br>کلید | تصرف<br>یَا حَافِظُ<br>کلید | تصرف<br>یَا مُقِیۡتُ<br>کلید | تصرف<br>یَا حَسِیۡبُ<br>کلید | تصرف<br>یَا جَلِیۡلُ<br>کلید |
| تصرف<br>یَا کَرِیۡمُ<br>کلید | تصرف<br>یَا رَقِیۡبُ<br>کلید | تصرف<br>یَا مُجِیۡبُ<br>کلید | تصرف<br>یَا وَاسِعُ<br>کلید | تصرف<br>یَا وَدُوۡدُ<br>کلید |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| تصرف<br>یا مجید<br>کلید | تصرف<br>یا باعث<br>کلید | تصرف<br>یا شہید<br>کلید | تصرف<br>یا حق<br>کلید | تصرف<br>یا دلیل<br>کلید |
| تصرف<br>یا قوی<br>کلید | تصرف<br>یا فتاح<br>کلید | تصرف<br>یا عالم<br>کلید | تصرف<br>یا قابض<br>کلید | تصرف<br>یا باسط<br>کلید |
| تصرف<br>یا حفیظ<br>کلید | تصرف<br>یا حافظ<br>کلید | تصرف<br>یا رافع<br>کلید | تصرف<br>یا معز<br>کلید | تصرف<br>یا مذل<br>کلید |
| تصرف<br>یا سمیع<br>کلید | تصرف<br>یا بصیر<br>کلید | تصرف<br>یا حکیم<br>کلید | تصرف<br>یا عدل<br>کلید | تصرف<br>یا سبوح<br>کلید |
| تصرف<br>یا خبیر<br>کلید | تصرف<br>یا حلیم<br>کلید | تصرف<br>یا عظیم<br>کلید | تصرف<br>یا علیم<br>کلید | تصرف<br>یا غفور<br>کلید |
| مقام تزکیہ نفس مطمئنہ<br>مشق قلب مجلس ارواح<br>انبیا و اولیاء اللہ | مقام قلب منقش روح<br>معرفت جمعیت<br>تجلیات ذات | مقام سلطان خفی<br>قربانی اسرار<br>سبحانی | مقام قدس مشاہدہ<br>ربوبیت جوہر فرد رحمن<br>امر المتفق غرق اللہ مع | مقام مجلس حضوری محمد<br>رسول اللہ صلی<br>اللہ علیہ وآلہ وسلم |
| تصرف حاضرات<br>یا مبین<br>تصور بینات | تصرف حاضرات<br>یا ولی<br>تصور غرق نور | تصرف حاضرات<br>یا حمید<br>تصور کلید | تصرف حاضرات<br>یا محصی<br>تصور کلید | تصرف حاضرات<br>یا ابدی<br>تصور توحید |



| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| تصرف حاضرات<br>یا محی<br>تصور توحید | تصرف جمعیت<br>یا ممیت<br>تصور حاضرات | تصرف حاضرات<br>یا حی<br>تصور قرب | تصرف حاضرات<br>یا قیوم<br>تصور تصدیق | تصرف حاضرات<br>یا واحد<br>تصور حضوریت |
| تصرف حاضرات<br>یا احد<br>تصور جہاد النفس | تصرف حاضرات<br>یا صمد<br>تصور تعطش شوق | تصرف حاضرات<br>یا قادر<br>تصور شفقت | تصرف حاضرات<br>یا مقتدر<br>تصور محبت | تصرف حاضرات<br>یا مقدم<br>تصور ذکر |
| تصرف حاضرات<br>یا مؤخر<br>تصور کلید | تصرف حاضرات<br>یا اول<br>تصور علم وزارت | تصرف حاضرات<br>یا آخر<br>تصور حکمت الوجود | تصرف حاضرات<br>یا ظاہر<br>تصور کل مخلوقات | تصرف حاضرات<br>یا باطن<br>تصور طے مقامات |
| تصرف حاضرات<br>یا والی<br>تصور کلید | تصرف حاضرات<br>یا متعالی<br>تصور علم وزارت | تصرف حاضرات<br>یا بر<br>تصور حکمت الوجود | تصرف حاضرات<br>یا تواب<br>تصور کل مخلوقات | تصرف حاضرات<br>یا منعم<br>تصور طے مقامات |
| تصرف حاضرات<br>یا شکور<br>تصور گنج خزائن اللہ | تصرف حاضرات<br>یا عفو<br>تصور علم فیصل | تصرف حاضرات<br>یا رؤف<br>تصور روشن ضمیر | تصرف حاضرات<br>یا مالک الملک<br>تصور طاقت توفیق | تصرف حاضرات<br>یا ذوالجلال والاکرام<br>تصور بر نفس امیر |
| تصرف حاضرات<br>یا رب<br>تصور علم کیمیا | تصرف حاضرات<br>یا مقسط<br>تصور دریافتن اسم اعظم | تصرف حاضرات<br>یا جامع<br>تصور | تصرف حاضرات<br>یا غنی<br>تصور سلطنت اقلیم [illegible] | تصرف حاضرات<br>یا مغنی<br>تصور عنایت دل |
| تصرف حاضرات<br>یا مغنی<br>تصور برآمدن از غفلت | تصرف حاضرات<br>یا مانع<br>تصور رسیدن کل معلومات | تصرف حاضرات<br>یا ضار<br>تصور روحانی دعوت | تصرف حاضرات<br>یا نافع<br>تصور اللہ بس | تصرف حاضرات<br>یا نور<br>تصور عبرت |

www.yabahu.com

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| تصرف حاضرات<br>یَاهَادِیُ<br>تصور کل روحانیات | فنا فی اللہ بقا باللہ<br>مقام کل وجز<br>جمعیت معرفت ابتدا انتہا اوراد<br>خرجات. قبقائد-<br>علم عبادات علم مقامات | تصرف حاضرات<br>یَابَدِیْعُ<br>تصور مشرف مجلس محمد<br>صلی اللہ علیہ وسلم | تصرف حاضرات<br>یَابَاقِیُ<br>تصور مراقبہ مکاشفہ | تصرف حاضرات<br>یَارَشِیْدُ<br>تصور الہام تحقیق |
| تصرف حاضرات<br>یَاصَبُوْرُ<br>تصور علم حلم | تصرف حاضرات<br>اَلَّذِیْ<br>تصور غضب بغصہ کوشد | تصرف حاضرات<br>لَیْسَ<br>تصور مراقبہ دلایت | تصرف حاضرات<br>کَمِثْلِہٖ<br>تصور مراتب نور | تصرف حاضرات<br>شَیْءٌ<br>تصور مراتب مستطب |
| وَهُوَ | تصرف حاضرات<br>السَّمِیْعُ<br>تصور مراتب ابدال | تصرف حاضرات<br>الْعَلِیْمُ<br>تصور ملاقات خضر | تصرف حاضرات<br>وَعْدَ اللّٰہِ<br>تصور یافتن کل حاجات دارین | تصرف حاضرات<br>اَلْحَقُّ<br>تصور مراتب الیحتاج |
| تصرف حاضرات<br>اِنَّکَ<br>تصور مقامات سلطان الفقر | تصرف حاضرات<br>لَا<br>تصور غرق شدن نفی اثبات | تصرف حاضرات<br>تُخْلِفُ<br>تصور فضل و رحمت اللہ | تصرف حاضرات<br>الْمِیْعَادَ<br>تصور لاتخف و لاتحزن | تصرف حاضرات<br>اللہ بس ماسوی اللہ ہوس<br>تصور دفع بیماری |

واضح رہے کہ آدمی کی اصل خاص تجلّی لطیف سے ہے۔ آدمی کے بدن پر تجلّی خاص ہے اور کپڑا آدمی کے بدن پر کثیف ہے۔ انسان تجلّی خاص الخاص نور ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# شرح

# در شرح اسرار القادری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ (القرآن)

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ "ہم نے آپ کے لئے زمین و آسمان میں جو کچھ موجود ہے۔ سب مسخر کردیا ہے۔" یعنی ہر شے پر متصرف کردیا ہے۔

**تصرفات کی دو اقسام ہیں**

**(۱) تحت الاسباب تصرفات**

**(۲) فوق الاسباب تصرفات**

**(۱) تحت الاسباب تصرفات** : عالم اسباب کا ہر کام کسی نہ کسی سبب پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک کام سے دوسرا کام نکلتا ہے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو دھوتا ہے۔ دنیا کے کاموں میں کوشش بنیادی شرط ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی۔

لَيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ انسان کے لئے وہی کچھ ہے۔ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ چاہے تو کوشش سے دنیا کما لے' چاہے تو کوشش اور عمل سے جنت حاصل کرلے۔ چاہے تو کوشش اور اعمال صالح سے دیدار الٰہی اور حضوری سے مشرف ہو جائے۔ لیکن عالم اسباب جمع کرنے اور کوشش کرنے کے باوجود یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر کام کا نتیجہ حسب منشاہی برآمد ہو۔ قدرت کاملہ نے انسان کے وجود میں جبروقدر کی دو قوتیں ودیعت کردی ہیں۔ بنی آدم کو یہ قدرت عطا کی گئی ہے کہ وہ اچھے کام کرے یا برائی کی راہ اختیار کرے۔ لیکن یہ آزادی محدود ہے۔ اس اختیار کے اوپر جبر کی ایک قوت نگران' محاسبہ کرنے والی اور انسانی اعمال و افعال کو ایک حد کے اندر رکھنے والی موجود ہے۔ اسی لئے ہمیں ہر قسم کی افراط تفریط سے منع کیا گیا ہے۔ انسانی تگ و دو کی حدود مقرر کردی گئی ہیں۔ جو شخص ان حدود کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ جبر کی قوت اسے فوری طور پر سزا دے دیتی ہے۔ الحدیث۔ خَیۡرُ الۡاُمُوۡرِ اَوۡسَطُهَا۔ بہترین کام وہ ہیں جو میانہ روی کے ہوں۔ ہمیں بحیثیت مسلمان یہ سبق دیا گیا ہے کہ ہم دنیاوی امور میں اپنی طرف سے سعی و کوشش تو پوری کریں لیکن اس کے نتائج اَللّٰہ تعالٰی کے سپرد کردیں۔ اس کام کی ابتداء' وسط اور اختتام و انجام کی بہتری کے لئے اَللّٰہ تعالٰی کی بارگاہ میں دعا بھی کرتے رہیں۔ پھر جو نتیجہ بھی نکلے اس پر صبر و شکر کریں کہ وہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

حضور پاک صَلَّی اَللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نے غزوہ بدر میں پوری اسلامی انفرادی اور فوجی قوت جو تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی جن میں بچے بوڑھے جوان سبھی شامل تھے۔ جن کے پاس تھوڑا سا سامان حرب چند نیزے چند



تلواریں اور چند گھوڑے موجود تھے۔ میدان جنگ میں دشمن کے مقابل کھڑے کردیئے۔ جبکہ دشمن کی فوج میں ایک ہزار جنگجو جوان شامل تھے۔ جو پوری طرح جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔ حضور پاک ﷺ نے بارگاہ الٰہ میں عرض کی کہ یا اللّٰہ ہم سے جو بھی ہو سکا مقدور بھر اکٹھا کرلیا ہے۔ تیرے دین کی سربلندی کے لئے جانوں کا نذرانہ لے کر حاضر ہوگئے ہیں۔ اب فتح و نصرت تیرے ہاتھ میں ہے۔ نصرت الٰہی جوش میں آئی۔ صحابہؓ کی اس قلیل جماعت نے کفار کے اس مضبوط لشکر کو شکست فاش دے کر اَللّٰہ کے دین کی بنیاد کو مضبوط کردیا۔ قولہ تعالٰی ۔ وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۔ نہ تم ڈرو اور نہ خوف کھاؤ۔ تم ہی غالب رہو گے۔ بشرطیکہ تم مومن ہو۔ کافر کی نگاہ اسباب دنیا پر ہوتی ہے۔ جبکہ مومن کی نظر مسبب الاسباب پر ہوتی ہے۔ اللّٰہ تعالٰی۔ چاہیں تو چیزوں کے خاص ہی تبدیل فرما دیں۔ آگ کی خاصیت جلانا ہے لیکن جب نمرود نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو اللّٰہ تعالٰی نے آگ کو اپنے خلیل پر سلامتی کی حد تک ٹھنڈا کردیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سبب پر نہ تھی۔ بلکہ مسبب الاسباب پر تھی۔ جو شخص مسبب الاسباب پر نگاہ رکھتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو کوئی دشمن مکروحیلہ سے نقصان پہنچانا چاہے تو اَللّٰہ تعالٰی اس کے مکر کو جس کے خلاف وہ کیا جائے۔ اس کے حق میں خیر میں تبدیل کردیتے ہیں۔ قولہ تعالٰی ۔ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الۡمَاكِرِيۡنَ اللہ تعالیٰ مکر کو خیر میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ قولہ تعالی ۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمۡرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔ اَللّٰہ تعالٰی اپنے امر پر غالب ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں۔

www.yabahu.com

**(۲) فوق الاسباب تصرفات** : اس سے مراد اسباب سے بالاتر تصرفات ہیں۔ جس کی دو اقسام ہیں۔

**(i) مافوق الاسباب قوت سے اسباب میں تصرف**

**(ii) مافوق الاسباب قوت سے مافوق الاسباب میں تصرف**

**(i) مافوق الاسباب قوت سے اسباب میں تصرف** : انبیاء علیہ السلام کے معجزات کی ایک قسم مافوق الاسباب قوت سے اسباب میں تصرف ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں مافوق الاسباب قوت موجود تھی۔ جس سے آپ عالم اسباب میں تصرف فرماتے۔ آپ نے فرعون کے جادوگروں کے مقابلہ میں جب اپنا عصا پھینکا تو وہ اژدہا بن گیا جس نے جادوگروں کے تمام سانپ ہڑپ کر لئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر ہجرت کے لئے نکلے۔ تو فرعونی لشکر اطلاع ملنے پر آپ کا تعاقب کرنے لگا۔ جب آپ دریائے نیل کے کنارے پر پہنچے تو دریا سے پار اترنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ دشمن کا لشکر پہنچا چاہتا تھا۔ قوم پریشانی میں مبتلا تھی کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا جس سے بارہ خشک راستے بن گئے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ساتھ لے کر باسانی دریا پار کر گئے۔ جبکہ فرعون اور اس کا لشکر جب ان راستوں پر چلتا ہوا دریا کے درمیان پہنچا تو پانی آپس میں مل گیا۔ اس طرح فرعون اور اس کا لشکر پانی میں غرق ہو گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کی قوم صحرائے سینا میں محو سفر تھی کہ پانی کی قلت ہو گئی۔ آپ نے خورب کی پہاڑی پر اپنے عصا سے ایک ضرب لگائی تو اس میں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔



جس کے نشانات آج بھی سیاحوں کے لئے بڑی کشش کا باعث ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا گیا۔ آپ نے کہا کہ میں تمہارے رب کی طرف سے (اس کی قدرت) کی نشانیاں دے کر بھیجا گیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں بِاِذْنِ اللّٰہِ فَیَکُوْنَ کی پھونک مارتا ہوں۔ تو وہ (زندہ ہو کر) اڑنے لگتا ہے۔ میں بِاِذْنِ اللّٰہِ مادر زاد اندھے اور برص زدہ کو شفا دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تم نے جو کچھ کھایا ہے اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کیا ہے بتا دیتا ہوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیوان فارسی میں فرماتے ہیں کہ مجھے بھی روح القدس کی وہی قوت حاصل ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھی اور مجھ سے بھی وہی کام سرانجام ہو رہے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں ایک مٹھی بھر ریت کافروں کی طرف پھینکی تو وہ ریت مافوق الاسباب قوت سے ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچ گئی۔ جس سے ان کی آنکھوں میں جلن پیدا ہو گئی۔ وہ خوف زدہ ہو گئے اور ان پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔ قولہ تعالیٰ - وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ جو ریت آپ نے پھینکی وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی پھینکی ہے۔

غزوۂ احد میں ایک صحابیؓ کی تلوار لڑتے ہوئے ٹوٹ گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ جس کا ایک سرا تلوار کی طرح مڑا ہوا

www.yabahu.com

تھا۔ اس صحابیؓ کو عطا کردی جو مافوق الاسباب قوت سے تلوار جیسا کام کرنے لگی جس سے انہوں نے کئی کافروں کے سر قلم کردیئے۔

غزوۂ تبوک کے لئے جب اسلامی لشکر روانہ ہوا تو شدید گرمی کا موسم تھا۔ اثنائے سفر پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا۔ صحابہؓ سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچا کھچا پانی اکٹھا کیا جائے۔ اس طرح ایک پیالہ پانی جمع کیا گیا۔ حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنا دست مبارک پانی کے اس پیالہ میں رکھ دیا۔ اسم اَللّٰہ کی مافوق الاسباب قوت کے تصرف سے صحابہؓ نے دیکھا کہ حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ جس سے اہل لشکر نے بھی سیر ہو کر پانی پیا۔ خالی چھاگلیں پانی سے بھر لیں اور اپنی سواریوں کو بھی پیٹ بھر کر پانی پلایا۔

**(ii) مافوق الاسباب قوت سے مافوق الاسباب تصرف** : حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم میں سے کون ملکہ سبا کا تخت (جو ملکہ سبا کے دربا میں تین سو میل دور موجود تھا بہت وزنی اور ہیرے جواہرات سے مزین تھا) میرے دربار میں حاضر کرسکتا ہے۔ ایک جن کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی یا نبی اللہ میں طاقتور بھی ہوں اور امانت دار بھی ہوں۔ جب تک آپ حسب معمول اپنے دربار میں تشریف فرما ہیں۔ اتنے عرصہ میں وہ تخت آپ کے روبرو پیش کردیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ بہت دیر ہے مجھے اس سے بھی پہلے چاہئے۔ تو آصف بن برخیا جو علم الکتاب کے عالم و عامل تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا نبی اللہ۔ طَرْفَةَ الْعَيْنِ میں یہ تخت آپ کی خدمت میں حاضر کردیتا ہوں۔ پس ایسا ہی ہوا۔



حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ملکہ سبا کا تخت دربار میں موجود تھا۔

حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شان میں قرآن مجید نے فرمایا۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ۔ آپ ﷺ ان پر قرآن مجید کی تلاوت (باتاثیر) کرتے ہیں۔

وَيُزَكِّيْهِمْ..... آپ ﷺ ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ۔ آپ ﷺ ان کو علم الکتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔

وَالْحِكْمَةَ..... اور حکمت یعنی (شریعت) سکھاتے ہیں۔

علم الکتب تصرفات کا علم ہے۔ جس کی تعلیم حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے صحابہؓ کو بھی دی۔ جب کفار نے رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے معجزہ شق القمر طلب کیا تو آپ ﷺ نے انگشت شہادت اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ کیا تو لوگوں نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر کوہ ابو قیس کی دونوں طرف نظر آنے لگا اور دوبارہ آپس میں مل گیا۔ امریکی خلا باز جب چاند پر اترے تو انہوں نے دیکھا کے چاند کے درمیان مسلسل ایک دراڑ کا نشان موجود ہے۔ جب یہ بات سائنس دانوں کے علم میں لائی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ دراڑ شہاب ثاقب کی بارش سے پیدا ہوگئی ہے۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی انگلی کے اشارے سے غروب ہوتا ہوا سورج واپس پلٹ آیا اور نماز عصر کے وقت پر رک گیا۔ حتیٰ کہ حضرت

www.yabahu.com

علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر ادا کرلی۔

روایت ہے کہ مدینۃ الرسول اور قرب و جوار کے علاقہ میں قحط سالی کا زور تھا۔ بارش نہ ہو رہی تھی۔ حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جمعۃ المبارک کے خطبہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو ایک صحابیؓ نے اٹھ کر عرض کی یارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خشک سالی کی وجہ سے ہم برباد ہو گئے۔ ہمارے ڈھور ڈنگر بھوک سے مرنے لگے۔ ہماری فصلیں سوکھ گئیں۔ ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور دعا کے لئے ہاتھ بلند فرما دیئے۔ آسمان پر ایک بھی بادل کا ٹکڑا موجود نہ تھا کہ اچانک بادل اڈ آئے اور بارش ہونے لگی۔ حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب منبر مبارک سے نیچے اترے تو آپ کی داڑھی مبارک بارش کے قطرات سے تر تھی۔ اور بارش مسلسل آٹھ روز تک ہوتی رہی۔

علم الکتٰب یعنی علم تصرفات کی برکت سے ہی حضرت عمر فاروقؓ نے جمعۃ المبارک کے خطبہ کے درمیان اپنے فوجی سالار ساریہؓ کو تین سو میل دور میدان جنگ میں۔ "یَا سَارِیَہ اِلَی الْجَبَلَ۔" یا ساریہؓ پہاڑ کی جانب دیکھئے دشمن حملہ آور ہو رہا ہے۔ یہ آواز ساریہؓ نے سن بھی لی اور اس پر عمل بھی کیا۔ معلوم ہوا کہ عمر فاروقؓ میدان جنگ کو دیکھ بھی رہے تھے اور حکم بھی فرما رہے تھے۔

افریقہ میں قیروان کے مقام پر ایک بہت گھنا جنگل موجود تھا۔ جس میں ہر قسم کے درندے، چرندے، پرندے اور حشرات الارض موجود تھے۔ مسلمان



فوجی سالار نے جنگل کے کنارے کھڑے ہو کر بلند آواز سے حکم دیا کہ تین روز کے اندر جنگل خالی کردیا جائے کیونکہ مسلمان وہاں فوجی چھاؤنی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے دیکھا کہ اس حکم پر عمل کیا گیا۔ شیر اور ہرن اپنی جان کے خوف سے اکٹھے بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ تین دن کے اندر اندر تمام جنگل خالی ہوگیا۔ مشہور ہے کہ عمر سہروردیؒ اپنے بھتیجے شہاب سہروردیؒ کو سید عبدالقادر جیلانیؓ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی یا غوث پاک میرا یہ بھتیجا علم الکلام کا بڑا شیدائی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر توجہ فرمائیں تاکہ اس کے دل میں دین کی رغبت پیدا ہو جائے۔ غوث پاکؓ نے شہاب سہروردیؒ سے پوچھا کہ اسے علم الکلام کی کتنی کتابیں یاد ہیں۔ انہوں نے عرض کی بیس کتابیں زبانی حفظ ہیں اور ان کے نام بھی گنوا دیئے۔ غوث الاعظمؓ نے فرمایا ذرا میرے قریب آئیں۔ جب وہ آگے بڑھے تو آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے شہاب سہروردی کے سینہ پر تھپکی دی اور انہیں حکم دیا کہ علم الکلام کی کسی کتاب سے کچھ پڑھ کر سنائیں۔ شہاب الدین سہروردی حیران و ششدر رہ گئے کہ انہیں کسی کتاب کا ایک حرف بھی یاد نہیں رہا۔ عرض کی غوث پاک: مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں۔ آپ نے اس کا ظاہری علم سلب فرما لیا اور دوبارہ اپنے دست مبارک کی تھپکی شہاب سہروردی کے سینہ پر دی اور فرمایا تم اپنے وقت کے شاہسوار مردوں میں سے ہو گے۔ پس بعدازاں شہاب الدین سہروردی نے سلسلہ تصوف میں سہروردی سلسلہ کی بنیاد رکھی۔

حضرت سلطان باھُوؒ کی خدمت میں ایک سفید پوش مفلوک الحال شخص اپنی بیٹی کی شادی کے لئے کچھ مالی امداد لینے کے لئے حاضر ہوا لیکن

www.yabahu.com

آپ کو ہل چلاتے دیکھ کر پریشان ہو کر واپس ہونے لگا تو سُلطَانُ الْعَارِفِیْن رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو آواز دے کر واپس بلایا اور اس کی آمد کا مقصد پوچھا۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ آل سادات سے تعلق رکھتا ہے۔ مالی امداد کے لئے حاضر ہوا تھا۔ لیکن آپ کو خود محنت کرتے دیکھ کر مایوس ہو کر واپس لوٹ رہا تھا۔ سُلطَانَ الْعَارِفِیْن رحمۃ اللہ علیہ نے مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھا کر کھیت میں پھینکا تو سب مٹی سونا بن گئی۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب جتنی ضرورت ہے اتنا سونا اٹھالیں۔

نظر جنہاں دی کیمیا اوہ سونا کردے جھٹ

**علم لدنی سے تصرف**: (موسیٰ علیہ السلام) ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر علیہ السلام) سے ملے جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی تھی اور اسے علم لدنی سکھایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں اس شرط پر آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے بھی وہ علم رشد سکھا دیں گے جو آپ کو (منجانب اللہ حاصل ہے) (خضر علیہ السلام نے کہا)۔ آپ میرے ساتھ (میرے کاموں پر) صبر نہ کر سکیں گے۔ اور آپ اس بات پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جس کے (نتیجہ) کو آپ کا علم محیط نہیں۔ علم لدنی وہ علم رشد ہے جو منجانب اللہ براہ راست اللہ کے بندوں کے سینہ میں نازل کیا جاتا ہے۔ اس میں دینی رہنمائی کے احکام اور بعض اوقات کسی کام کو کرنے کا بھی حکم دیا جاتا ہے۔ جس کے نتائج سے بھی اس کو آگاہی عطا کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو کشتی توڑنے، بچے کو جان سے مار ڈالنے اور دیوار یتامیٰ تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے انجام سے بھی آگاہ تھے۔ موسیٰ علیہ السلام ان تمام کاموں میں "جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا

www.yabahu.com



الْاِحْسَانُ" "احسان کا بدلہ احسان" کے تحت سوچ رہے تھے لیکن ان کی نگاہ ظاہری احسان پر تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں کو نوازنا چاہتے تھے اور ان کے احسان کا بدلہ بہتر احسان سے اتارنا چاہتے تھے۔ ملاح کی کشتی کو معمولی نقصان پہنچا کر اسے بادشاہ کے کارندوں کی دست برد سے بچا لیا اور اس کے لئے بہتر اور زیادہ رزق کا ذریعہ بنا دیا۔ خضر علیہ السلام نے جس بچے کو جان سے مار ڈالا تھا۔ اس کا باپ بہت نیک اور مہمان نواز تھا۔ یہ بچہ جوانی کے عالم میں اپنے باپ کی شہرت اور نیک نامی کو نقصان پہنچاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک امانت واپس لے لی اور اسے ایک نیکوکار بچہ عطا کر دیا۔ اس طرح اس شخص کی مہمان نوازی کا احسان ایک بری چیز لے کر اچھی چیز عطا کر کے اتار دیا۔ جن یتیم بچوں کا خزانہ تہ دیوار دفن تھا۔ ان کا باپ عبادت گزار اور یتامیٰ کی سرپرستی کرنے والا تھا۔ اس نے اپنے بچوں کی کفالت کے لئے ایک خزانہ زیر دیوار دفن کر رکھا تھا۔ دیوار خستہ ہو کر گر رہی تھی اور قریب تھا کہ وہ دفینہ ظاہر ہو جاتا اور گاؤں کے فاسق و فاجر ظالم لوگ اسے خرد برد کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی یتیم پروری کا احسان اتارنے اور بہتر اجر عطا کرنے کے لئے دو پیغمبران عظام سے وہ دیوار دوبارہ تعمیر کروا دی، اور اس کے یتیم بچوں کے مال کی حفاظت فرما دی۔ ان تینوں واقعات میں حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کام کئے جن سے اللہ تعالیٰ نے "احسان کا بدلہ احسان" کے تحت احسان سے بڑھ کر بدلہ عطا فرمایا۔

جن لوگوں کو علم لدنی عطا کیا جاتا ہے۔ وہ تلمیذ الرحمٰن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ "اَدَّبَنِیْ

"رَبِّیْ"۔ مجھے میرے رب نے ادب کی تعلیم دی۔

حضور پاک ﷺ کی امت میں بے شمار لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی سے نواز رکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ "رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ" اے میرے رب مجھے شرح صدر عطا کردے کی دعا کرتے لیکن حضورِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے متعلق رب کریم نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ۔ "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ" کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں کردیا۔ یہ علم لدنی کی انتہا ہے۔ جس میں حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو احکام الٰہی کا علم اور ان کے انجام کی خبر ہو جاتی تھی۔ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے زمانہ میں ایک شخص بڑا نمازی، عابد، زاہد، مجاہد، غازی تھا۔ ایک روز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ جہنمی جارہا ہے۔ صحابہؓ کو اس کی ظاہری زندگی کے نیک اعمال کے باعث یہ بات سن کر بڑی پریشانی ہوئی۔ تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص میدان جنگ میں لڑتا ہوا شدید زخمی ہوگیا۔ تکلیف کی شدت سے گھبرا کر اس نے خودکشی کرلی اور جہنمی بن گیا۔ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نگاہ اس کے ظاہری اعمال پر نہ تھی۔ بلکہ حقائق پر تھی۔

سلطان العارفین بھی علم لدنی یعنی علم رشد کی تعلیم دیتے ہیں۔ رسالہ روحی شریف کے شروع میں فرمایا۔ "بِدَانْ اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْنِ۔" جان لو! اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان کا رشد عطا فرمائے۔ یا اللہ ہمیں بھی علم لدنی سے



حصہ عطا فرما۔

احسن الخالقین نے بنی آدم کو پانچ ظاہری اور پانچ باطنی حواس سے نوازا ہے۔ ان حواس کو حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی کہتے ہیں۔ ظاہری حواس تو حیوانات کو بھی عطا کئے گئے ہیں لیکن باطنی حواس حضرت انسان سے مخصوص ہیں۔

حواس خمسہ ظاہری حسب ذیل ہیں۔

(۱) حس باصرہ دیکھنے کی قوت

(۲) حس سامعہ سننے کی قوت

(۳) حس شامہ سونگھنے کی قوت

(۴) حس لامسہ چھونے کی قوت

(۵) حس ذائقہ چکھنے کی قوت

نفسیات کے ماہرین نے چند دوسری حسی قوتوں کا بھی ذکر کیا ہے جو انہی حواس خمسہ کی اضافی اور متعلقہ قوتیں ہیں۔

(۱) حس باصرہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں عطا کی ہیں۔ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بینا آنکھیں دوسرے روشنی۔

حصول علم کا ذریعہ جملہ حواس خمسہ ہیں۔ لیکن ہمارے علم کا اسی فیصد آنکھوں سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ روشنی بصارت کا منبع ہے۔ جو برقی مقناطیسی لہروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

یعنی لوگ اپنی ظاہری آنکھوں سے ڈھور ڈنگروں کی طرح دیکھتے ضرور

www.yabahu.com

ہیں لیکن ان سے وہ فائدہ حاصل نہیں کرتے جس سے کردار کی تشکیل، معاشرہ کی بہتری اور اَللّٰہ کا تعلق مضبوط ہو جائے۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید نے قوت سماعت رکھنے کے باوجود بہرے اور دیکھنے کی طاقت ہونے کے باوجود اندھے کہا ہے۔ (سورۃ نمل ۸۰-۷۹) "آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی میں ہدایت کی راہ دکھانے والے ہیں۔ آپ تو صرف انہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں۔ پھر وہ مانتے (بھی) ہیں۔" جو لوگ آنکھوں سے دیکھ کر بھی برائی کو برائی نہیں جانتے اور نہ ہی اس کو ہاتھ سے روکتے۔ نہ ہی زبان سے بُرا کہتے ہیں۔ اور نہ ہی دل میں بُرا جانتے ہیں وہی لوگ حد سے گزر جانے والے بے حس مردے بہرے اور بے بصر ہیں۔ ایسے لوگوں کی اچھائی اور برائی کو محسوس کرنے والی حس مردہ اور زنگ آلود ہو جاتی ہے۔ قدرت کاملہ سے ان کے حواس ظاہری میں سے کان اور آنکھ اور باطن میں ان کے قلوب پر مہر لگ جاتی ہے کہ دوبارہ ان کے راہ راست پر آنے کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ قولہ تعالیٰ - خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَلِيْمٌ۔ ان کے قلوب ان کی قوت سماعت پر مُہر اور ان کی آنکھوں پر (بے حسی) کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے عذاب الیم (تیار) ہے۔

آنکھوں کی ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ اَللّٰہ کے بندوں کو اسم اَللّٰہ کے تصور سے ایک باطنی آنکھ اور نور بصیرت بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ جسے سائنس کی آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں۔ جب اسم اَللّٰہ کا نور اور باطنی آنکھ



کھل جاتی ہے تو طالب اَللّٰہ اپنے باطن میں پوشیدہ اسرار اور غیب الغیب میں جھانکنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ قَوْلَهٗ تَعَالٰى - وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ وہ تمہارے نفس میں موجود ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں۔

جب ظاہری اور باطنی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں تو ظاہری آنکھوں کو بند کرنے کی بھی حاجت باقی نہیں رہتی۔ حَضُوْرِ پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے معراج پر جاتے ہوئے راستہ میں موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور بیت المقدس میں جملہ انبیاء کرام کی نماز میں امامت فرمائی اور امام الانبیاء کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے جمعۃ المبارک کے خطبہ کے دوران اپنے فوجی کمانڈر ساریہؓ کو تین سو میل دور دیکھ لیا اور اپنی آواز پہنچا کر اسے حکم بھی دے دیا۔

تصور اسم اَللّٰہ کی کثرت سے جب نگاہ کیمیا اثر ہو جاتی ہے تو طالب اَللّٰہ ان دو مصرعوں کا مصداق بن جاتا ہے۔

- نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (اقبال ؒ)
- اک نگاہ جے عاشق تکے لکھ ہزاراں تارے ھو (باھو ؒ)

(۲) حس سامعہ : سماعت کی حس ہے جس کا عضو حس کان ہے۔ یہ سننے کا آلہ ہے۔ اندھیرے میں جب آنکھیں کام نہیں کرتیں تو کان آواز کی لہروں کو کیچ کر لیتے ہیں۔ اس آواز کی سمت کا اندازہ لگا لیتے ہیں اور مختلف آوازوں میں واضح فرق بھی محسوس کر لیتے ہیں۔ ہمارے کانوں کے اندر ایک باطنی پوشیدہ قوت سماعت بھی موجود ہوتی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ آواز ہم تک لہروں کی صورت سفر کر کے پہنچتی ہے۔ روز الست سے آج تک کی آواز کی لہریں جو صدیوں پر محیط عرصہ میں متحرک

www.yahoo.com

ہو کر ہوا میں ساکن ہو چکی ہیں۔ ان آوازوں کو دوبارہ سنا جاسکتا ہے۔ جب باطنی کان اسم اَللّٰه کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں تو دور و نزدیک کی آوازوں کو بخوبی سنا جاسکتا ہے۔ "ہم نے سلیمان علیہ السلام کو داؤد علیہ السلام کا وارث بنایا۔ (آپ نے فرمایا) اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ اور ہر چیز میں سے ہمیں نعمت کا حصہ بھی عطا ہوا ہے۔ بے شک ہم پر (اللّٰہ کا ظاہر) فضل ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں' آدمیوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے اور وہ (لشکر گاہ) میں روکے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک روز (حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر) کا گزر چیونٹیوں کی وادی میں ہوا۔ چیونٹیوں کی (سردار) بولی۔ اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ یہ بات سن کر (سلیمان علیہ السلام) مسکرائے بھی اور ہنس بھی پڑے۔ اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسانات کا شکر ادا کروں۔ جو تو نے مجھ پر میرے والدین پر کئے۔ اور یہ کہ میں عمل صالح کروں۔ جس سے تو راضی ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں میں شامل کردے۔" (پ ۱۹ سورہ نمل ۱۸ - ۲۱)

(۴) حس شامہ : اَللّٰه تعالیٰ نے ناک کو حس شامہ یعنی سونگھنے کی قوت عطا کی ہے۔ جس سے ہم خوشبو' بدبو محسوس کرتے ہیں۔ حس شامہ میں صرف سونگھنے سے ہی بہت سی باتوں کی ماہیت کا علم ہو جاتا ہے۔

فقیر جب پاس انفاس کرتا ہے تو ناک کے ذریعے تین چیزوں کو بیک وقت اپنے وجود میں جذب کرلیتا ہے۔ آکسیجن جو ہمارے جسم کو طاقت اور زندگی بخشتی ہے۔ خوشبو جو ہمارے دماغ کو معطر اور دل کے سرور کا باعث بنتی ہے۔



اسم اَللّٰه کا نور جو دائمی حیات اور زندگی قلب اور بالیدگی روح کا ذریعہ بنتا ہے۔ ناک کے راستہ سے دم کی آمدورفت جاری رہتی ہے۔ سُلْطَانُ الْعَارِفِیْن عقل بیدار میں فرماتے ہیں۔ "دم ہی طریق ہے۔ دم ہی توفیق ہے۔ دم ہی دریائے عمیق ہے۔ دم ہی تصدیق ہے۔ اور دم ہی غریق ہے اور دم ہی زندیق بھی ہے۔ اگر دم کی تہ کو پہنچ کر اس کی حقیقت حاصل کرلے تو اس میں یہ قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ ایک دم میں توجہ کے تصرف سے اٹھارہ ہزار عالم کی روحانیات کو تفکر میں لا سکتا ہے۔"

حضور پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ سانس گنتی کے ہیں۔ جو دم بغیر ذکر اَللّٰه خارج ہوتا ہے وہ مردہ ہے۔

ع جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ فرمایا ھُو

دم کے گھوڑے پر سوار ہو کر فقیر' فنا' بقاء اور حضوری مجلس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جس شخص کا دم ذکر اَللّٰه سے زندہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنا دم کسی بھی ولی اَللّٰه سے ملا کر توجہ سے روحانی فیض حاصل کرلیتا ہے۔ بعض زندہ دم اپنا دم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا کر جملہ علوم حاصل کرلیتے ہیں۔ اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے ملا کر بارش حاصل کرلیتے ہیں۔ اپنا دم حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملا کر اگر کسی دشمن کے دم کو قبض کرلیں تو وہ شخص آن واحد میں جان سے ہاتھ دھو لیتا ہے۔ اگر اپنے دم کو اسرافیل علیہ السلام سے ملا کر کسی آبادی پر توجہ کرے تو وہ ایسی برباد ہو کہ قیامت تک آباد نہ ہو۔ ایسا شخص اپنے دم کو اسم اَللّٰه سے پکڑے اور طالب اَللّٰه کے دم کو بھی ساتھ شامل کرلے تو اس کا دم بھی زندہ ہو جائے۔ اگر اپنے دم کو اہل القبور روحانی سے ملا لے تو اس سے بغیر زبان ہم کلام ہو جائے اور بغیر

www.yabahu.com

کانوں کے اس کا کلام سن لے۔

جس طرح ہم گلاب کا پھول سونگھ کر اس کی خوشبو سے اپنے جسم و جان کو معطر کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض فقیر کتاب کو سونگھ کر ہی اس کی روحانیت سے فیض یاب ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید پارہ ۱۳ سورہ یوسف آیت (۸۴ و ۹۰ تا ۹۳) اور حضرت (یعقوب علیہ السلام) نے (اپنے بیٹوں) سے منہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس یوسف علیہ السلام کی جدائی پر۔ اور (یعقوب علیہ السلام) کی آنکھیں (یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں رو رو کر) سفید (بے نور) ہو گئیں ........

(مصر میں یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو مخاطب کرکے) کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اَللّٰہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ ان کی آنکھیں (روشن) ہو جائیں گی۔ اور اپنے اہل خانہ کو میرے پاس (مصر) میں لے آؤ۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا کہ اگر تم مجھے سٹھیا گیا نہ کہو (تو میں کہوں) بے شک مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔" اس طرح یعقوب علیہ السلام کی قوت شامہ نے کنعان میں بیٹھے ہوئے تین سو میل دور مصر میں اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔ بس جس فقیر کا دم زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کی قوت شامہ بھی تیز ہو جاتی ہے۔ وہ ہر قسم کے تصرفات میں کامل ہو جاتا ہے۔

(۴) حس لامسہ : چھونے کی قوت' ہمارے وجود کی جلد چھونے کا عضو حس ہے۔ ہم چھو کر گرمی' سردی' نرمی' کھردرا پن' چبھن' گدگدی' درد' خارش' چکناہٹ وغیرہ کا احساس کر لیتے ہیں۔ اندھوں کو تعلیم بھی حس لامسہ



کے اصولوں پر بنائے گئے حروف سے دی جاتی ہے۔ سانپ کے کان نہیں ہوتے وہ کھال میں موجود حس لامسہ سے آواز کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے اور اس کی حس لامسہ اتنی قوی ہے کہ جس انسان کی حس سامعہ غیر معمولی ہو اسے سانپ کے کانوں والا کہتے ہیں۔

حضور پاک صَلَّی اللّٰہ علیہ وَسَلَّمَ پر جب قرآن مجید کی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اسے لکھوا کر محفوظ کر لیتے اور اس کی ترتیب بھی خود ہی بتا دیتے۔ اسی لئے قرآن مجید کی ترتیب نزولی اور قرآن مجید کی موجودہ ترتیب مختلف ہے۔ بہرحال قرآن مجید اپنی زیر زبر تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل فرمایا گیا۔ قولہ تعالیٰ - اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ قرآن مجید لکھنے والوں کو کاتب وحی کہا جاتا۔ بنو امیہ کا ایک شخص مروان بن حکم بھی کاتب وحی تھا۔ جب سورہ آل عمران نازل ہوئی تو اس نے وحی کے الفاظ تبدیل کر کے آل مروان لکھ دیا۔ حضورِ پاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جب اس وحی پر اپنا ہاتھ پھیر کر دیکھا تو ایک حرف سخت ناموس اور خلاف وحی محسوس ہوا۔ جب ایک دوسرے صحابیؓ سے پڑھوا کر سنا تو حضورِ پاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر مروان کی خیانت اور خباثت ظاہر ہو گئی۔ حضور پاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس حرف کی تصحیح کروا دی اور مروان کو مدینہ منورہ سے چھ فرسخ دور شہر بدر کر دیا۔ صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ نے اپنے اپنے عہد خلافت میں مزید چھ چھ فرسخ دور کر دیا۔

جب وجود پر مشق وجودیہ کی کثرت سے اسم ذات کی تاثیر ہو جاتی ہے۔ تو وجود کی حس لامسہ ہوا میں موجود پیغام کو بھی محسوس کر لیتی ہے اور سن لیتی

www.yabahu.com

ہے۔

(۵) حسِ ذائقہ : زبان ذائقہ کا عضو حس ہے۔ جس سے ہم مختلف کھانوں کی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لعاب دہن اور کسی چیز کے ذرات جب منہ میں جاکر ملتے ہیں تو زبان ان کا ذائقہ محسوس کرلیتی ہے۔ زبان جو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے قدرت کاملہ کے تصرف اور اَللّٰہ تعالیٰ کی توحید کی زبردست دلیل ہے۔ زبان کی سامنے کی نوک میٹھا ذائقہ ظاہر کرتی ہے۔ زبان کا پچھلا حصہ کرواہٹ محسوس کرتا ہے۔ زبان کے کنارے ترشی اور زبان کا اوپری حصہ نمکین ذائقہ بیان کرتا ہے۔

زبان کلام اور بیان کا بھی ذریعہ ہے۔ زبان سے اچھا یا برا ہر قسم کا کلام کیا جاتا ہے۔ حَضُورِ پَاک صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنی زبان پر قابو پالیا وہ فلاح پاگیا۔ داناؤں کا کہنا ہے کہ زبان کو دانتوں کے حصار میں قید کیا گیا ہے اور کانوں کو کھلا رکھا گیا ہے۔ اس لئے کلام کم کرنا چاہئے اور نصیحت کو زیادہ سننا چاہئے۔

زبان ذکر اَللّٰہ کا بھی ذریعہ ہے۔ زبانی ذکر سے زبان پر تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسا شخص مخلوق خدا کے فائدہ کے لئے جب پھونکتا ہے تو مختلف بیماریوں میں شفا ہونے لگتی ہے۔

جس طالب مولیٰ کی زبان کا باطنی نورانی لطیفہ اسمائے ذات' کلمات طیبات اور اسم فقر کی مشق مرقوم سے زندہ ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان سَیفُ الرَّحمٰن ہو جاتی ہے وہ جس کام کو کہتا ہے وہ دیر سویر اپنے وقت پر ضرور پورا ہو جاتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس کے لئے کسی کامل سے اجازت حاصل کی جائے۔



جب ہم کسی قسم کا کلام کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے جو دماغ میں جاکر حکم اور زبان پر اتر کر الفاظ کا جامہ اوڑھ لیتی ہے لیکن اَللّٰہ کا فقیر ایسے ہوا کے کلام سے فارغ ہوتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ - وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى میرے محبوب نبی ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے۔ ایسی حالت میں فقیر حضوری معرفت اور قرب خدا سے کلام کرنے لگتا ہے۔ سُلْطَانُ الْعَارِفِيْن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ع آنچہ مے گویم نہ گویم از ہوا — در حضوری معرفت قرب از خدا

ع کہہ رہا ہوں جو بھی میں اس میں نہیں خواہش ذرہ
ہے حضوری معرفت قرب خدا کا یہ کلام

حواس خمسہ ظاہری ہمارے حصول علم کا ذریعہ ہیں۔ جس پر عقل حکمران ہے جو سود و زیاں نفع نقصان کے فیصلے کرتی ہے۔ جب وجود انسانی پر نفس امارہ کی حکومت ہوتی ہے تو حواس خمسہ فضائل رزیلہ سے لذت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ شہوات' زیب و زینت۔ ہر قسم کے گانے اور رنگا رنگ کھانے بھانے لگتے ہیں۔

حرص' حسد' لالچ کو وہ اپنا لیتا ہے۔ ظلم و ستم' خواہشات' مناہیات کو اپنی زندگی کا سرمایہ بنا لیتا ہے۔ اس کے دل پر خناس خطرطوم وسواس واہمات کے لشکر اپنے قلعے اور پناگاہیں بنا لیتے ہیں اور انسان قعر مذلت میں گر کر حیوان بلکہ ان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ نیکی بدی کا احساس مردہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص جب کبھی اپنی گناہ و معاصی سے پر زندگی سے کراہیت اور ندامت محسوس کرتا ہے اور اسے منجانب اَللّٰہ توبہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے تو اسے کسی اَللّٰہ کے نیک بندے کی مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔ جو اسے سب سے پہلے حواس

www.yabahu.com

خمسہ ظاہری پر پابندیاں عائد کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

## •حواسِ خمسہ باطنی

(۱) حس مشترک

(۲) حس متخیلہ

(۳) حس مدرکہ

(۴) حس واہمہ

(۵) حس شعور

**(۱) حسِ مشترک:** ہم جو کچھ بھی حواس خمسہ ظاہری سے حاصل کرتے ہیں۔ وہ ہمارا علم ہے جو حس مشترک میں ریکارڈ ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک سیب کو آنکھوں سے دیکھ کر ناک سے اس کی خوشبو سونگھ کر کانوں سے سیب کا نام سن کر۔ ہاتھوں سے چھو کر اور زبان سے اس کا ذائقہ محسوس کر لیتے ہیں۔ اس طرح ہمیں سیب کے متعلق معلوم ہو جاتا ہے اور اس کی جملہ خصوصیات کا ریکارڈ حس مشترک میں جمع ہو جاتا ہے۔ اب ہم کئی سال کے بعد بھی سیب کی یادداشت کو Recall کر سکتے ہیں۔ حس مشترک کی کلید عقل ہے۔ جو سود و زیاں، نفع و نقصان کے فیصلے کرتی ہے۔ ہمیں پوری طرح علم ہے کہ جب کسی واقعہ کی ویڈیو فلم بنائی جاتی ہے تو آواز اور حرکات و سکنات کی فلم بن جاتی ہے۔ اسی طرح ہر شخص کی ایک فلم کراما" کاتبین بھی تیار کر رہے ہیں۔ اس میں تین چیزیں ریکارڈ ہوتی ہیں۔

(۱) آواز (۲) فوٹو (۳) نیت

مثلاً کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو اس کی آواز حرکات و سکنات کے علاوہ یہ



بات بھی ریکارڈ ہو جائے گی کہ اس کی نماز خلوص پر مبنی تھی یا ریا کاری پر خدا کے لئے تھی یا لوگوں کے دکھاوے کے لئے۔

جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے ہر لمحہ کو ہماری ہر حرکت کو ہماری پس پردہ نیت کو، سوتے جاگتے ریکارڈ کیا جا رہا ہے تو پھر ہم گناہوں پر اتنے دلیر کیوں ہیں۔ ہمارے ہر عمل کا حساب لیا جائے گا۔ جبکہ ہمارا کوئی سفارشی کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ہر ماں اپنی اولاد تک کو بھول جائے گی۔ نفسا نفسی کا عجب عالم ہوگا۔ مجرموں کو دوزخ کی آگ کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنی ہی فکر ہوگی۔ کراما" کاتبین کی تیار کردہ فلم ہماری بداعمالیوں کی گواہ ہوگی۔ اس روز ہمارے ہاتھ پاؤں ہی ہمارے خلاف گواہ ہوں گے۔ چاند سورج بے نور ہو جائیں گے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ صرف انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا نور جو انہوں نے دنیا میں اسم اللّٰہ کی برکت سے حاصل کیا ہوگا وہ ان کے سامنے ان کے داہنے ان کے ساتھ چلتا ہوگا۔

اندھیری رات، پرخطر راہ مسافر تن تنہا کیسے منزل پر پہنچے گا۔ آیئے ہم اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لیں۔ اپنے طور طریقے بدلیں۔ اپنے گناہوں کی سچے دل سے معافی مانگیں۔

## گناہ تین اقسام کے ہیں

(۱) اللہ کے گناہ یعنی حقوق اللہ

(۲) بندوں کے گناہ یعنی حقوق العباد

(۳) مخلوق خدا کے گناہ یعنی حقوق المخلوق

www.yabahu.com

## (ا) اللہ کے گناہ یعنی (حقوق اللہ) : یہ گناہ بھی دو طرح کے ہیں۔

(ا) پہلی قسم کے گناہ ظلم کہلاتے ہیں : مثلاً (ا) اَللّٰہ تَعَالٰی کا کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) اَللّٰہ تَعَالٰی کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا۔ (۳) اَللّٰہ تَعَالٰی کے سوا کسی دوسرے کے لئے ذاتی علم، ذاتی علم غیب، ذاتی تصرف کا عقیدہ رکھنا (۴) کبر اختیار کرنا۔

(۲) دوسری قسم کے گناہ (فرائض میں کوتاہی) : اَللّٰہ تَعَالٰی کی عبادت نہ کرنا اپنے آپ کو مسلمان کہلانا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر بھی نماز ادا نہ کرنا۔ حالانکہ نماز بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ روزے نہ رکھنا حالانکہ روزہ پاکیزگی جان ہے تقویٰ کا ذریعہ ہے۔ صاحب نصاب ہوکر زکوٰۃ ادا نہ کرنا حالانکہ زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے۔ حج کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج ادا نہ کرنا حالانکہ حج سلامتی ایمان کا ذریعہ ہے۔

## (۲) بندوں کے گناہ یعنی حقوق العباد : یہ گناہ بھی دو قسم کے ہیں۔

(ا) کبائر الاثم، یعنی گناہ کبیرہ (۲) نفس کے گناہ

(ا) گناہ کبیرہ حسب ذیل ہیں۔

(ا) قتل عمد (۲) ڈاکہ زنی اور قتل (۳) چوری (۴) دھوکہ دہی (۵) لوگوں کا مال بدنیتی سے ہضم کرلینا۔ (۶) یتامیٰ اور بیواؤں کا مال غصب کرلینا۔ (۷) امانت میں خیانت کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔

ان گناہوں کو جرائم کہا جاتا ہے۔ جس کی سزا حکومت مجرموں کو دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص دنیا میں ہیر پھیر چالاکی سے عدالت کو دھوکہ دینے میں

www.yabahu.com



کامیاب ہو جائے تو اَللّٰہ تَعَالٰی کی بارگاہ سے ایسے مجرموں کو لازمی طور پر سزا دی جائے گی۔

(۲) کبیرہ گناہوں کی دوسری قسم کو اَللّٰہ تَعَالٰی نے قرآن مجید میں فواحشات سے تعبیر کیا ہے۔ (ا) زنا (۲) شراب نوشی و منشیات کا استعمال (۳) جواء کھیلنا (۴) پانسے کے تیر۔ سود ایسے گناہوں کی سزا دنیا میں حکومت بھی دیتی ہے اور اپنی چالاکیوں سے بچ جانے والا شخص آخرت میں اپنے کرتوتوں سے آگاہ بھی ہو جائے گا اور اسے سزا بھی مل جائے گی۔

## (۲) نفس کے گناہ

(ا) حرص (۲) حسد (۳) لالچ (۴) زیب و زینت (۵) خواہشات بے پناہ یارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ علاوہ ازیں نفس کے دوسرے گناہ (ا) جھوٹ (۲) ریاکاری (۳) غیبت (۴) چغلی (۵) بدعت (۶) والدین کی بے ادبی (۷) ہمسایہ سے بدسلوکی (۸) لوگوں سے بدزبانی بدخلقی (۹) معاملات میں خرابی (۱۰) بدعہدی وغیرہ ہیں۔

## (۳) اپنے زیردستوں کے گناہ

(ا) جو شخص آپ کا ماتحت ہے۔ آپ کا زیردست ہے۔ اس کے ساتھ بدخوئی تندی اور اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا۔ اسے بلاوجہ برا بھلا کہنا بھی گناہ ہے۔

(۲) بعض لوگ حیوانات سے غیرانسانی سلوک کرتے ہیں۔ انہیں خوراک کم دیتے ہیں۔ ان کو بلاوجہ مارپیٹ کرتے ہیں۔ ایک صاحب حیوانات خرید کر لاتا،

انہیں باندھ دیتا، کئی کئی روز تک نہ ان کو پانی پلاتا اور نہ چارہ ہی ڈالتا۔ آخر ان کی گردن پر چھری چلا کر گوشت بیچ دیتا۔ اَللّٰہ تَعَالٰی نے اس کے جرم کی سزا میں اسے ایسی بیماری میں مبتلا کر دیا کہ وہ دمہ کے مریض کی طرح ایک قدم چلتا تو سو بار ہانپتا ——— رات کو لیٹ نہ سکتا، ساری رات بیٹھ کر گزار دیتا۔ سانس سینہ میں پھنس جاتی، اور ایسی آواز نکلتی جیسے ذبح ہوتا ہوا جانور ڈکراتا ہے۔ بالآخر اسی سزا میں مبتلا رہ کر راہی ملک عدم ہوا۔ یَا اللّٰہ ہمیں معافی عطا کر۔ قرآن مجید میں اللّٰہ تَعَالٰی نے ہمیں اپنے گناہوں سے معافی کے چند طریقے بیان فرمائے ہیں۔

توبہ کا پہلا طریقہ "توبتہ النصوح"، قولہ تعالٰی۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو اللّٰہ کی طرف توبتہ النصوح اختیار کرو یعنی ایسی توبہ جو جملہ گناہوں کو پاک کر دے۔

روایت ہے کہ رَسُوْلِ پَاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھ سے گناہ کبیرہ سرزد ہو گیا ہے اور مجھے اس سے حمل بھی ہے۔ مجھے آپ پاک کر دیجئے۔ کہ اَللّٰہ تَعَالٰی مجھے معاف فرما دے۔ رَسُوْلِ پَاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جب بچہ پیدا ہو جائے تو وہ دوبارہ آئے وہ ایک سال کے بعد دوبارہ بچے کو اٹھائے ہوئے حاضر خدمت ہوئی اور اپنا سوال دہرایا۔ رَسُوْلِ پَاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ وہ بچے کو دودھ پلائے اور رضاعت کے بعد دوبارہ آئے پس وہ ڈھائی سال بعد پھر حاضر خدمت ہوئی۔ حضُورِ پَاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رحمت عالم نے اس عورت کو تین سال سے زیادہ عرصہ مہلت دی



تاکہ اس کا احساس گناہ کم ہو جائے اور وہ سزا سے بچ جائے اور اَللّٰہ کَرِیْم غَفُوْرُ الرَّحِیْم اسے معاف فرما دے۔ لیکن وہ اپنے گناہ کی سزا دنیا ہی میں بھگتنا چاہتی تھی۔ پاک ہونا چاہتی تھی۔ حضُورِ پَاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بچہ لے کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی پرورش میں دے دیا اور اس عورت کو رجم یعنی پتھراؤ کی سزا دی گئی۔ اس طرح وہ عورت اللّٰہ کی راہ میں قربان ہو گئی۔ رجم کے دوران اس عورت کے خون کا ایک قطرہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر گر گیا۔ انہوں نے کراہیت محسوس کی اور اس خون کو اپنے کپڑوں سے اتارنا چاہا۔ رَسُوْلِ پَاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمایا اے خالد رضی اللہ عنہ اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کے خون کے اس ایک قطرہ کو دنیا بھر کے گناہوں پر تقسیم کر دیا جائے تو یہ سب کے گناہ ڈھانپ لے۔ پس یہی "توبتہ النصوح" ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سچی توبہ میں چھ چیزیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) اپنے سابقہ گناہوں پر ندامت

(۲) جو فرض ادا نہیں ہوئے ان کی قضاء

(۳) کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹا دے

(۴) جس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا ہے اس سے معافی لے لے۔

(۵) پختہ عزم کرے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا۔

(۶) جس طرح اپنے نفس کو بدکاریوں سے فربہ کرتا رہا ہے۔ اب اطاعت الٰہی سے اس کو گلا دے۔

علماء کے نزدیک سچی توبہ میں چار چیزوں کا جمع ہونا ضروری ہے

(۱) اس گناہ کو ترک کردے (۲) جو گناہ کیا ہے اس پر ندامت اور شرمندگی محسوس کرے۔ (۳) پختہ عزم کرلے کہ پھر یہ گناہ نہیں کرے گا۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار اور مدد طلب کرے۔

کسی نقصان' بیماری' صحت کی خرابی' پر افسوس کرنے کو توبہ نہیں کہتے اور نہ ہی اپنی بد عملی کو بھی جاری رکھنے اور زبان سے توبہ توبہ کہنے کو توبہ کہتے ہیں۔

سابقہ گناہوں پر ندامت کو توبہ اور مستقبل میں ترک معاصی کو انابت کہا جاتا ہے توبہ سے مراد واپس آجانا اور غلط کام کو Undo کرنا ہوتا ہے۔

www.yabahu.com

## سچی توبہ کے بعد گناہوں کی معافی کے طریقے

(۱) استغفار کی کثرت گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ قولہ تعالیٰ ۔ اَسْتَغْفِرُوا اللّٰہِ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ قول اور عمل سے کسی فتنہ انگیز بات کی اصلاح کی خواہش اور کوشش کرنا اور اَللّٰہ تعالیٰ سے امداد اور حفاظت طلب کرنے کا نام استغفار ہے۔

قرآن مجید میں انبیاء کرام اور حدیث پاک میں حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی طرف منسوب کیئے گئے استغفار موجود ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو۔ بے شک وہ بڑا بخشن ہار ہے۔ وہ تم پر کثرت سے (رحمت) کی بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ لگادے گا اور تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔ سورۃ نوح آیت (۱۰-۱۱)

اسی آیت کے حوالے سے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو رزق حلال'



اولاد اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لئے استغفار کی تلقین کیا کرتے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ کبریا میں عرض کی۔ اے میرے رب' میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اگر تو مجھے معاف نہ فرمادے اور مجھ پر رحم نہ فرمادے تو میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔"

(۲) نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں : قولہ تعالیٰ ۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (سورہ ہود آیت ۱۱۴)۔ پس سخاوت بخل کو' رشک حسد کو ذکر اللہ غفلت کو۔ خوش اخلاقی بداخلاقی کو' سچ جھوٹ کو' محبت دشمنی کو نکاح بدکاری کو' رحم خوف کو' خوف خدا غصہ کو' حلال حرام کو' حیاء بے حیائی کو' نرمی سختی کو' صبر مصائب کو' صدقہ بلاؤں کو' نماز برائی کو' تعریف غیبت کو' خاموشی عیب جوئی کو' ایمان بے ایمانی کو' حق خوشامد اور افتراء کو' انصاف بے انصافی کو' فرض سفارش کو' خوف حساب رشوت کو' تواضع شیخی کو' مسکینی اتراہٹ کو' عبودیت تکبر کو' معافی سزا کو' عفو بدلہ کو' اعتدال فضول خرچی کو' نیکی بدی کو' قناعت حرص کو مٹا دیتی ہے۔ بس سچی توبہ کے بعد استغفار کے ساتھ ایسے نیک اعمال اختیار کرنے چاہئیں جو برائیوں کو محو کردیں۔

(۳) حضور پاک ﷺ کی محبت اور اتباع سے گناہوں کی بخشش

اگر تم اللہ کی محبت کے دعوٰی دار ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ پھر اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ وہ (غفورالرحیم ہے)

(۴) حضور پاک ﷺ کی خواہش سے گناہوں کی معافی

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جو تم کو دے

دیں وہ لے لو اور جس سے منع کردیں اس سے رک جاؤ۔ اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اَللّٰہ کی بارگاہ میں استغفار کرو۔ اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے وہ رسول (اَللّٰہ) کے پاس آئیں اور رسول پاک بھی ان کی بخشش چاہیں تو اَللّٰہ تَعَالٰی تمہارے گناہ بخش دے گا۔ وہ غفور الرحیم ہے۔

سُلْطَانُ الْعَارِفِیْن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کامل مرشد اپنے مرید کا نگہبان ہوتا ہے جو اپنے مرید اور گناہ کے درمیان حائل ہو کر بتوفیق الٰہی اسے گناہ سے بچالیتا ہے جیساکہ یوسف علیہ السلام کو برہان الٰہی (حضرت یعقوب علیہ السلام) کا چہرہ نظر آگیا۔ اَللّٰہ تَعَالٰی نے رحم فرمایا اور یوسف علیہ السلام گناہ سے بچ گئے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق بھی مشہور ہے۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول تو کوئی قادری طالب گناہ کرتا نہیں اور اگر بشری تقاضوں کے تحت ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو سلطان الفقراء اپنے مرید کو حضورِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر کرکے اس گناہ کی معافی لے دیتے ہیں۔ جس سے اسے توبہ کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ سچی توبہ کرلیتا ہے۔ تو اللّٰہ تعالیٰ اسے معاف کردیتا ہے اور وہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

## (۵) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرنے' رونے اور سجدہ ریزی سے معافی

: "سو کیا تم کلام الٰہی سن کر بھی تعجب کرتے ہو اور (خوف و عذاب) سے روتے نہیں ہو اور تم تکبر کرتے ہو (سورۃ نجم ۶۰ - ۵۹) (وہ اَللّٰہ) کی بارگاہ میں روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور یہ قرآن ان کا خشوع بڑھادیتا ہے۔ (بنی اسرائیل ۱۰۹) حضورِ پاک صَلَّی



اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب بارگاہ کبریا میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو گریہ زاری اور اَللّٰہ تَعَالٰی کی محبت میں اس قدر روتے کہ دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا۔ گویا آپ کے سینہ مبارک میں جوش کی ایک ہنڈیا ابل رہی ہے۔

## (۶) لیلتہ القدر کی عبادت عمر بھر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے

قولہ تعالیٰ۔ ہم نے قرآن مجید کو لیلتہ القدر میں نازل کیا ہے کیا تو جانتا ہے کہ لیلتہ القدر کیا ہے۔ لیلتہ القدر ایک ہزار مہینوں سے افضل رات ہے۔ (سورۃ القدر)

لیلتہ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی دس راتوں میں پانچ طاق راتوں میں سے ایک رات کی عبادت تراسی سال چارماہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے جو عمر بھر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ جس طرح استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن مجید ذکر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ذکر اللّٰہ۔ درود پاک بھی گناہوں کو محو کردیتے ہیں۔

## (۷) اعمال صالح بھی گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں

جو (کوئی شرک و معاصی) سے توبہ کرے اور ایمان (بھی) لے آئے اور عمل صالح اختیار کرلے تو اَللّٰہ تَعَالٰی اس کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کردے گا۔ اور اَللّٰہ تَعَالٰی غَفُوْرٌ الرَّحِیْم ہے۔ (الفرقان ۷۰) جو عمل خالص اَللّٰہ تَعَالٰی کی ذات کے قرب وصل اور استغراق فِی اللّٰہ کے لئے خلاف نفس کیا جاتا ہے۔ وہ عمل صالح کہلاتا ہے۔ ذکر فکر' نماز روزہ حج زکوٰۃ چلہ کشی' تسبیح خوانی' مجاہدہ ریاضت سب کچھ نفس کے

www.yabahu.com

لئے قابل قبول ہے۔ وہ اس طرح حاجی' عالم' بزرگ' سخی اور پرہیزگاری کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے لیکن نفس کو اگر قبول نہیں ہے تو اسم اَللّٰہ کے نور میں گم ہونا قبول نہیں ہے۔ پس فانی نور اَللّٰہ ہی وہ عمل خالص ہے جو خلاف نفس ہے جس سے نفس مردہ' قلب زندہ' روح دیدار نور ربوبیت سے مشرف اور بندہ باخدا ہو جاتا ہے۔ قولہ تعالٰی۔ مَنْ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔ جو اپنے رب کی لقاء کا طلب گار ہے اسے چاہئے کہ عمل صالح اختیار کرے۔

آجکل ویڈیو کا زمانہ ہے۔ فلمیں بنانے والے ہماری آواز اور حرکات و سکنات کو ریکارڈ کرلیتے ہیں۔ کراماً کاتبین جو ہمارے اعمال و افعال کی فلم ریکارڈ کرتے ہیں۔ اس میں ہماری آواز حرکات و سکنات اور ہماری نیت بھی ریکارڈ ہو جاتی ہے۔

دنیاوی فلم کو اگر ڈیولپ کرنے سے پہلے روشنی لگ جائے تو وہ فلم واش ہو جاتی ہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب اسم اَللّٰہ کا تصور قلب پر کرتا ہے۔ اور اس میں سے شعلہ نور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری کو بند کرلیتا ہے تو ایسی حالت میں فرشتے اسم اَللّٰہ ذات کی روشنی کی فلم بنانا چاہتے ہیں تو اس طرح عمر بھر کی ریکارڈ فلم نور ذات کی روشنی سے صاف ہو جاتی ہے۔ فقیر کے نامہ اعمال میں نہ کوئی گناہ رہتا ہے نہ ثواب۔

(۲) حس متخیلہ : قوت خیال اَللّٰہ تَعَالٰی کا انسان کے لئے ایک بہت بڑا عطیہ ہے۔ قوت خیال سے پرواز کرکے ماضی حال اور مستقبل ہر زمانہ کی سیر کی جاسکتی ہے۔ حس متخیلہ کی کلید تصور ہے۔ آپ تصور اور قوت متخیلہ



سے کعبہ مکرمہ میں پہنچ جائیں یا مدینہ منورہ میں۔

شعراء حضرات بھی اسی تخیل کی طاقت سے کام لے کر شعر کہتے ہیں۔ ؎

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں۔

قرآن مجید نے فرمایا "اے مخاطب تم کو معلوم نہیں کہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین کے لئے) ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں (الشعراء ۲۲۹-۲۲۸)۔ اسلام صرف بامقصد شاعری جس پر عمل بھی کیا جاسکے اور جو اجتماعی ملت اسلامیہ کی ترقی اور سربلندی کا ذریعہ بھی ہو اس کی اجازت دیتا ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شاعرانہ کلام' اسلام محض خیالی مضامین کی شاعری' جو' ذہنی عیاشی' حیرانی' زبانی باتوں اور بے عملی کا سبق دے ایسی شاعری کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور (شاعری) تو آپ کے شایان شان بھی نہیں۔ (سورۃ یٰسین ۶۹)

اسلام نے تخیل کے گھوڑے کو بھی بے لگام نہیں چھوڑ دیا بلکہ دوسرے اعمال کی طرح قوت متخیلہ کو بھی حدود اللّٰہ کا پابند بنا دیا ہے۔

تصور کیا ہے ؟ حضورِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ خیال کر کہ گویا تو اَللّٰہ تَعَالٰی کو دیکھ رہا ہے۔ (اَنَّکَ تَرَاہُ) اور اگر ایسا تصور تجھے حاصل نہ ہو تو یہ خیال کر کہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے تصور کی کئی اقسام ہیں۔

(۱) تصور موت : اس تصور سے سکرات موت' کفن دفن' نکیرین کے سوال و جواب' میزان حساب کتاب' پل صراط سے گزر کر جنت میں دیدار الٰہی سے

مشرف ہو جاتے ہیں۔

(۲) تصورِ محبت : اس تصور سے محبوب کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے جس سے طالب کی کچھ ایسی کیفیت ہو جاتی ہے۔

ان کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی

صوفیاء تین قسم کے تصورات کی تلقین کرتے ہیں

(۱) تصور اسمِ اللّٰہ (۲) تصور اسم مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۳) تصور شیخ۔ ان تینوں تصورات سے قرب الٰہ۔ قرب مُحمد مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اور قرب شیخ نصیب ہوتا ہے۔ جس سے طالب کو الہام جواب باصواب اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

طالب کو چاہئے کہ قوت متخیلہ سے کام لیتے ہوئے دو تصورات کو اپنی زندگی کا وظیفہ بنالے۔ تصور و تخیل سے ہر نماز خانہ کعبہ میں ادا کیا کرے اور التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" سلام روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عاجزانہ کھڑے ہو کر پیش کیا کرے۔ حتیٰ کہ ہمیشہ اپنے آپ کو اسی کیفیت میں تصور کی آنکھ سے دیکھا کرے۔ پس طالب مولیٰ کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی قوت خیال کو غزل گوئی' عاشقانہ شاعری پر ضائع کرنے کی بجائے۔ اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے قرب پر مرکوز کردے۔

(۳) حسِ مدرکہ : ادراک سے مراد وہ عمل ہے جس سے ہم اپنے ماحول سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔



جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

حسی معلومات کو منظم کرنے اور ان کی تشریح کرنے کو ادراک کہا جاتا ہے۔ کسی حس کی جان پہچان کا نام ادراک ہے۔ ادراک رجحان کے تابع ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک شاعر اور ماہر نباتات گلاب کے پھول کا ادراک مختلف انداز میں کرتے ہیں۔

توجہ کلید ادراک ہے۔ جب ہم کسی چیز کا انتخاب کرکے اسے اپنے شعور کے مرکز میں جگہ دیتے ہیں اور جب ہم اس مہیج شے کے معنی اور مفہوم سے آگاہی حاصل کرلیتے ہیں تو وہ ادراک بن جاتا ہے۔ توجہ کے بغیر کسی شے کا ادراک حاصل نہیں ہوتا۔

توجہ ایک ذہنی کیفیت ہے اور اس کیفیت کے دوران ہم اپنے شعور کو ایک شے پر مرکوز کرتے ہیں اور باقی اشیاء کو شعور سے نکال باہر کرتے ہیں۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ توجہ ایک ہیجانی عمل ہے۔ جس کے تحت ہم پورے ماحول میں سے کسی ایک شے کا انتخاب کرتے ہیں اور اپنے ماسکیائی شعور کو اس پر مرکوز کردیتے ہیں۔

توجہ کے دو پہلو ہیں۔

(الف) توجہ کا مثبت پہلو : توجہ کا مثبت پہلو یہ ہے کہ توجہ بہت سی اشیاء میں سے کسی ایک شے کا انتخاب کرتی ہے اور اسے ہمارے مرکزی شعور میں لاکر انتہائی واضح اور روشن بناتی ہے۔

(ب) توجہ کا منفی پہلو : توجہ کا منفی پہلو یہ ہے کہ توجہ جب مرکزی شعور

www.yabahu.com

میں لاکر انتہائی واضح کردیتی ہے تو وہاں موجود باقی تمام اشیاء کو نظرانداز کردیتی ہے اور انہیں شعور کے مرکز سے غائب کردیتی ہے۔

"ہمہ او است" وحدت الوجود میں توجہ منفی ہوتی ہے۔ جس میں شعور کی دوسری اشیاء غائب ہو جاتی ہیں اور صاحب توجہ حواس باختہ ہو جاتا ہے جبکہ ہمہ او است در مغز و پوست" وحدت المقصود میں تصور اسم اللّٰہ ذات شعور کے مرکز میں غالب اور واضح ہو جاتا ہے۔ اور دوسری اشیاء بھی موجود رہتی ہیں لیکن مغلوب ہو جاتی ہیں۔

توجہ کو خطرات وسواس واہمات ذہنی پریشانیاں' کمزور صحت شوروغل' تکان' عدم دلچسپی' بوریت تباہ کردیتی ہیں۔ اسے نفسیات کی زبان میں انحراف توجہ یا اختلال توجہ کہتے ہیں۔ جس سے قوت ارادی کمزور اور توجہ میں انحطاط پیدا ہو جاتا ہے۔ توجہ کی تین اقسام ہیں۔

(۱) توجہ ذکر فکر : اس قسم کی توجہ جنات موکلات کو قابو کرنے اور ان سے دنیاوی کام لینے کے لئے جاتی ہے۔ اس قسم کی توجہ کرنے والا دنیا دار مردار کا طلب گار ہوتا ہے۔ ایسی توجہ اور ذکر فکر سے ہزار بار استغفار

(۲) توجہ مذکور : اس قسم کی توجہ الہام کے لئے کی جاتی ہے۔ جس میں " نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد" سے الہام ہونے لگتا ہے۔ ایسی توجہ بھی فقیروں کے لئے بمنزلہ حجاب ہے۔

(۳) توجہ حضور : اس قسم کی توجہ تصور اسم اللّٰہ ذات حضور الحق سے ہوتی ہے۔ جس میں فقیر خدا تو نہیں ہوتا ہے۔ مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا وہ باخدا مع اللہ ہوتاہے اس قسم کی توجہ کی اصل تصور اسم اللّٰہ اور وصال



ذات پر مبنی ہوتی ہے۔ جس فقیر کو اس قسم کی توجہ کی کلید حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے ہاتھ کی تین انگلیوں میں قلم پکڑنے۔ ورد وظیفہ کرنے' بست در بست تعویذ پر کرنے اور موکلات جنات کی تسخیر کی کیا ضرورت ہے۔ وہ جب کسی کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ کام دیر یا بدیر اپنے وقت پر لازمی طور پر پورا ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد جسے توجہ کی کلید حاصل ہوتی ہے۔ وہ طالب مولیٰ کی صورت کو اپنے تصور اور تصرف میں لاکر توجہ سے لَا اِلٰہ کی نفی میں لپیٹ لیتا اور نفی کی منزل طے کروا دیتا ہے۔

اسی طرح وہ طالب کی صورت کو تصور اور تصرف میں لاکر توجہ سے اِلَّا اللّٰہ کی معرفت کے نور میں مستغرق کردیتا ہے۔ جس سے طالب کو نور معرفت حیات ابدی روشن ضمیری اور الہام حاصل ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد جب طالب کی صورت کو تصور اور تصرف میں لاکر توجہ سے اسم مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نور میں لپیٹ کر حضوری مجلس میں پیش کردیتا ہے۔ پس کامل مرشد کو چاہئے کہ وہ طالب مولیٰ کو اسم اللّٰہ کی توجہ کی تلقین کرے۔ ناقص مرشد اس سلوک سے آگاہ نہیں ہوتا۔ اس لئے طالبوں کو ورد اوراد میں مصروف کرکے گناہ و ثواب میں ڈال دیتا ہے۔

سلطان العارفین فضل اللقاء میں فرماتے ہیں۔ کامل قادری طالب و مرید کو ذکر فکر علم کی تلقین (اس طرح) کرتا ہے کہ روز اول طالب مرید کو توجہ سے اِلَّا اللّٰہ کی معرفت میں غرق اور حضرت مُحَمَّد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سرور کائنات کی حضوری سے مشرف کردیتا ہے۔ جو قادری اس صفت سے موصوف نہ ہو اس کو کامل قادری نہیں کہہ سکتے۔

www.yabahu.com

سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس سے دونوں جہان مکمل طور پر قبضے میں آ جاتے ہیں اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس سے نور ذات میں غرق ہو کر دائمی طور پر مشرف لقاء ہو سکتے ہیں۔ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس سے حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ کی حضوری مجلس سے ہمیشہ کے لئے مشرف ہو جاتے ہیں۔ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس میں مردہ دل پر نظر کرے تو اس کا دل اور قلب زندہ ہو جائے اور ابد تک زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ذکر اللّٰہ کے غلبات سے جنبش میں آکر اسم اَللّٰہ اور ذکر اللّٰہ سے نعرہ زن ہو جائے۔ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ جس میں کافر کی طرف نظر کی جائے تو وہ بے واسطہ اور بے اختیار کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکار اٹھے۔ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے ؟ جس میں نظر کے ذریعے ہی جاہل کو ظاہری و باطنی علوم۔ قرآن حدیث تفسیر کا علم' معرفت کا علم یکبارگی' باتاثیر' روشن ضمیر بنا دیتے ہیں۔ اور سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ روئے زمین پر جتنے اولیاء اللّٰہ مثلاً غوث قطب درویش وغیرہ اہل مراتب جو زندہ ہیں۔ اور زمین پر موجود تمام فوت شدگان جنہوں نے موت میں حیات ابدی حاصل کرلی ہے۔ الحدیث۔ بے شک اولیاء اللّٰہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں جو شخص توجہ سے بافکر استغراق فی اللّٰہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو حضرت نبی اللّٰہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ روحانی اس کے گرداگرد (جمع ہو جاتے) ہیں۔ الحدیث۔ ایک ساعت کا تفکر عبادت الثقلین سے بڑھ کر ہے۔ اس توجہ سے (صاحب توجہ) ہر ایک (ولی اللّٰہ غوث و قطب) سے عیاں طور پر مشرف ہو جاتا اور ہر ایک



کے نام سے آشنا ہو جاتا ہے۔

توجہ کا وہ سلک سلوک کونسا ہے؟ جس میں عرش سے تحت الثریٰ اور ماہ سے ماہی تک عین العیان سیر و تماشہ کرلیتا ہے اور سراسرار سے زمین کے نیچے جو غیبی خزانے پوشیدہ ہیں اور جو کچھ زمین کے اوپر اور پہاڑوں میں سنگ پارس معلوم ہو جاتا ہے۔ جس کو لوہے کو چھونے سے اسے زر سرخ اور چاندی بنا دیتا ہے۔ یا روئے زمین کی وہ بوٹی (ال جالی) ہے جس کا پانی تانبے کو پگھلا کر اس پر ڈالنے سے زر کیمیا بنا دیتی ہے۔ (کیمیائے ہنر) فقیر کے لئے جمعیت نفس ہے۔ جس سے دل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے اور فقیر لایحتاج ہو جاتا ہے۔ سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ اگر غضب جذب سے عالم کی طرف نظر کرے تو تمام ظاہری علوم اسے بھول جائیں۔ یہاں تک کہ "الف' با" بھی یاد نہ رہے۔

سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ جس مطلب کے لئے جس وقت چاہیں مجلس مُحَمَّدِیّ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر التماس کرکے جواب یا صواب حاصل کرلیں۔ جس سے قُم البدل کے مراتب یا ازلی (نصیبہ) کے مراتب یا فیض فضل کے (مراتب) حاصل کر سکیں۔ ان مراتب کے سوا دوسرے تمام مراتب مطلق خلل خطرات حب دنیا سیاہ دل کے مراتب ہیں جو معرفت سے محروم اور باطن میں قرب اَللّٰہ (سے دور کے مراتب میں) سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ جس وقت چاہے توجہ سے متوجہ ہو کر انبیاء اولیاء کی روحوں سے ملاقات اور مصافحہ کرکے جواب باصواب اور ہر ایک کام کی حقیقت معلوم کرلے۔

سلک سلوک کی وہ کونسی توجہ ہے؟ کہ جب قرب اَللّٰہ اور قرب غرق

www.yabahu.com

نور معرفت اللّٰہ وصل سے کلام کرے تو نفسانی آدمی خیال کریں کہ ہم سے گفتگو کررہا ہے۔ انبیاء' اولیاء' مومن' مسلمان' فقیر اور درویش کی روحیں خیال کرتی ہیں کہ ہم سے گفتگو کررہا ہے۔ فرشتے خیال کرتے ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہے۔ اَللّٰہ تعالٰی اپنی قدرت لم یزلی لطف و کرم فیض فضلی سے جانتے ہیں کہ مجھ عرض کرتا ہے۔ جمیع اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ و نبی اَللّٰہ صَلَّی اَللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے ہمکلام ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق جن و انس جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم سخن ہے۔

یہ مراتب سخن کُنۡ فَیَکُوۡنَ (کی توجہ) سے حاصل ہوتے ہیں۔

کلید توجہ یکسوئی سے اسم اَللّٰہ ذات میں کوئی نقطہ مقرر کرکے اس پر اجتماعی قوت سے توجہ مرکوز کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جس سے شعور کی ہر شے مغلوب اور اسم اَللّٰہ ذات کا نور غالب آجاتا ہے۔ توجہ کا یہ طریقہ کسی کامل مرشد سے سیکھنا چاہئے۔

**(۴) حس واہمہ**: وہم نامکمل ادراک ہے۔ جس سے انسان کے وجود میں غل و غش' واہمات' وسواس پیدا ہوتے ہیں۔ قوت واہمہ سے ہی (شیطان) جنات اور انسان دوسرے لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔ قولہ تعالٰی۔ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔ وہم سے ہی وجود میں برے خیالات دلیلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص زہد و عبادت اور مجاہدات کی کثرت سے سوکھ کر بال کی مانند باریک ہو جائے تو بھی اسے بے دلیل بے خیال نماز نصیب نہ ہوگی۔ جب تک کہ وہ اپنی قوت واہمہ کو درست سمت میں موڑ نہ دے۔ قوت واہمہ کی کلید تفکر ہے اور تفکر سے مراد مختلف اشارات (واہمات) کی مدد سے مستقبل میں دیکھنے اور غیب الغیب



میں جھانکتے ہیں۔

نقشبندی سلسلہ سلوک میں قوت واہمہ سے ولایت دل کی سیر کی جاتی ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں۔ وہم وحدت کا تفکر کیا دیتا ہے؟ (باخدا کردیتا) مولیٰ کو پہنچادیتا ہے۔

وہم سلطان ہے تفکر اس کا ہے وزیر — کیسا اچھا لشکر ہے دل پذیر
تجرد تفکر جو ہو زاد راہ — اس توشہ وہم سے بن جائے شاہ
وہم سے ہو جب حاصل وصال — تجھے عین کردے یہ صحبت کمال
وہم سے ہوا جب کہ حاصل یقین — جملہ جہاں اس کے زیر نگین
جب سلطان و ہمت سے حاصل کمال — گھڑی بھر میں دل میں ہزاروں وصال
وہم سے جب تو آراستہ ہوا — وصول حقیقت میں خود کو پالیا

طالب مولیٰ کو چار قسم کے وہم کے تفکرات کی تلقین کی جاتی ہے۔

(۱) وہم سے وحدت کا تفکر (۲) وہم سے تجرد کا تفکر
(۳) وہم سے وصل کا تفکر (۴) وہم سے یقین کا تفکر قولہ تعالٰی۔
وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ۔

**(۱) وہم وحدانیت کا تفکر**

وحدت الوجود "ہمہ او است" کے قائل جب وحدانیت کا تفکر کرتے ہیں تو اس وہم کو پختہ کرتے ہیں کہ وہ خود ہی اَللّٰہ ہیں۔ جس سے ان کے اندر انا الحق کا نعرہ۔ انانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ عین الیقین کے مقام پر انہیں ہر چیز اللّٰہ ہی نظر آنے لگتی ہے۔ جو ان کے لئے حجاب بن جاتا ہے۔ وحدت المقصود "ہمہ او است در مغز و پوست" میں وحدت کا تفکر کرتے ہوئے یہ فکر

www.yabahu.com

پختہ کیا جاتا ہے کہ میں موجود نہیں ہوں۔ اللہ ہی موجود ہے۔ جیسا کہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

۔ باھُوؒ در ھُوْ گم شدہ باھُوْ نہ ماند

(ترجمہ) باھُوؒ ھُوْ میں گم ہوا باھُوْ کہاں۔

وحدت کے اس تفکر سے حفظ مراتب بھی قائم رہتے ہیں۔ حق الیقین میں نورِ وحدت بھی حاصل ہو جاتا ہے اور ہر چیز میں اللہ کے نور کا جلوہ بھی نظر آنے لگتا ہے۔ وہ باخدا ہو جاتا ہے۔ خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا۔ نہ خدا نہ خدا سے جدا مع اللہ

پس طالب مولیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کا تفکر کیا کرے تاکہ اس کے وجود سے ہر قسم کے غسل و غش نکل جائیں اور اسے بے دلیل با وصال نماز نصیب ہو۔

۔ ہر طرف بینم بیابم ذات نور (باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ)

ترجمہ: دیکھتا ہوں ہر طرف میں نور ذات

وہم نظری بھی ہوتا ہے اور بصری بھی' اگر وہم وحدانیت درست ہو جائے تو غیبی مخلوق عالم ارواح اور عالم برزخ اور عالم الغیب میں جھانکنے پر قادر ہو جاتا ہے اور ہر قسم کی دور و نزدیک کی آواز کو سن لیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ - هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئًا وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہی سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔

## (۵) حس شعور' تحت الشعور' لاشعور

www.yabahu.com



**شعور** سے مراد وہ تمام کیفیات' ذہنی اعمال یا افعال لئے جاتے ہیں۔ جس کی بدولت ہم اپنے ماحول سے آگہی حاصل کرتے ہیں اور اس کا ادراک کرتے ہیں۔

**تحت الشعور** : ماہرین نفسیات کے نزدیک تحت الشعور ہمارے شعور کا پس منظر ہوتا ہے۔ مذہبی نقطہ نظر سے تحت الشعور ہمارے شعور کا باطن ہے صالحین کے شعور اور تحت الشعور میں یک رنگی ہم آہنگی ہوتی ہے جبکہ منافقین کے ظاہر و باطن میں فرق ہوتا ہے۔ بعض لوگ بظاہر نہایت شائستہ' نرم گفتگو کرتے ہیں لیکن ان کے باطن میں ہزاروں طوفان موج زن ہوتے۔ بظاہر وہ کسی کے ہمدرد ہوتے ہیں لیکن باطن میں اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ ظاہر میں کسی کی امداد کرنا چاہتے ہیں لیکن باطن میں اس کو قتل کردینے کے درپے ہوتے ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن میں تضاد ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں ویسا کرتے نہیں۔ منافقوں کی مثال بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے فرمایا۔ ان کی مثال اس شخص کی مانند ہے۔ جب بجلی چمکتی ہے تو وہ چند قدم چل لیتا ہے اور جب روشنی غائب ہو جاتی ہے تو وہ گم راہ کھڑا رہ جاتا ہے۔ یعنی منافقین کا شعور جب دین اسلام کی روشنی کو دیکھتا ہے۔ تو وہ اس روشنی کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں لیکن جلدی ہی ان کے تحت الشعور کی تاریکی انہیں گھیر لیتی ہے۔

تحت الشعور ہمارے شعوری اعمال کے پس پردہ ہماری نیت ہے۔ ظاہری اعمال اگر درست بھی ہوں۔ مگر ان کے پس پردہ نیت درست نہ ہو تو ایسے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ الحدیث۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ مثلاً کوئی شخص نماز اس لئے پڑھے کہ لوگ اسے نمازی کہیں۔ حج اس لئے کرے کہ حاجی کہلائے۔ خیرات

اس لئے دے کہ لوگ اسے سخی کہیں۔ کیونکہ تحت الشعور میں نیت صالح نہیں بلکہ فاسد ہے۔ اس لئے نماز روزہ، حج زکوۃ ایسے شخص کو کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ لہٰذا فقیر طالب مولیٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شعور اور تحت الشعور میں یک رنگی پیدا کرے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا سنگ ہو جا

شعور میں اوامر و نہی کا عمل شعوری ہوتا ہے۔ اسی لئے ان اعمال پر جزا و سزا مقرر کی گئی ہے۔

لاشعور : لاشعور لا حد ولا عدد لا حساب مقام کو کہتے ہیں۔ ذہن ایک نفسیاتی آلہ ہے اس کی اصل خواہ شعوری ہو یا لاشعوری ہو یا حرکی ہو۔ فرد کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اس کے اندر ہی اندر ہزاروں خواہشات اور مزاحمتوں، پسندیدگیوں اور ناپسندیدگیوں، امید و بیم اور محبت و نفرت کی کھینچا تانی لگی رہتی ہے۔

لاشعور میں ماضی کی ایسی یادیں محفوظ ہوتی ہیں جنہیں قوت ارادی سے شعور میں نہیں لایا جاسکتا۔ پیدائش روح سے لے کر عالم دنیا میں وارد ہونے تک روح نے جو سفر طے کیا اس سے آگہی کی کلید استغراق ہے۔ طالب مولیٰ لاشعور میں جسے تصوف کی زبان میں لامکان کہتے ہیں۔ میں دو طرح کی آگہی حاصل کرتا ہے۔

فنا فی نور اللہ یعنی استغراق فی اللہ سے

(۱) اپنی ذات کی آگہی : جس سے نفس، قلب، روح، سر اور نور کا مشاہدہ



کرتا اور جمیعت کلی حاصل کرتا ہے۔

(۲) حیات دنیوی میں واپسی کا سفر طے کرتا اور مقام ازل پر اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز سنتا اور نُوْرِ فِی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے۔ جس سے ہمہ اوست در مغز و پوست کا مصداق بن جاتا ہے۔ وَمَا تَوفِیْقِیْ اِلاَّ بِاللّٰہِ فقیر کے لئے لازم ہے کہ وہ لاشعور میں بھی باشعور رہے۔ الحدیث۔ یُنَامُ عَیْنِیْ وَلاَ یُنَامُ قَلْبِیْ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

وآخِرُ الدَّعوَن عَن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن
وَالصَّلٰوَاتُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
ترجمہ و شرع کتاب مستطاب اسرار قادری آج
مورخہ ۲۰/۳/۹۶ بروز بدھ وار مکمل شد۔

فقیر الطاف حسین قادری سروری سلطانی
الملقب: آخری عہد کا خلیفہ سلطانی عزیز کالونی شاہدرہ لاہور

www.yabahu.com